



پنجاب صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

سہ شنبہ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۸۵ء

صفحہ	مستدرجات	نمبر شمار
۱	معاذت قرآن پاک و ترجمہ -	-۱
۲-۱۱	وعائے مغفرت -	-۲
۳-۲	وقفہ سوالات -	-۳
۱۹	رکن اسمبلی کی رخصت کی درخواست -	-۴
۲۰	بجٹ پر عام بحث	۱۵

فہرست اراکین جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت فرمائی:

- ۱- منتر فضیہ عالیانی
- ۲- مس پری گل آغا
- ۳- مسٹر آبادان فریدون آبادان
- ۴- میر عبدالغفور بلوچ
- ۵- میر عبدالکریم نوشیروانی (پارلیمنٹری سیکرٹری)
- ۶- مسٹر عبدالمجید بزنجو
- ۷- میر عبدالنبی جمالی (وزیر)
- ۸- عبدالظاہر آغا (ڈپٹی اسپیکر)
- ۹- سردار احمد شاہ کھٹران
- ۱۰- مسٹر ارجن داس گجٹ
- ۱۱- مسٹر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل
- ۱۲- سردار بہادر خان بنگلزئی (وزیر)
- ۱۳- مسٹر بشیر سیح
- ۱۴- میر چاکر خان ڈوکی
- ۱۵- سید داد کریم
- ۱۶- حاجی عید محمد نوٹینزی
- ۱۷- میر فتح علی عمرانی
- ۱۸- جام میر غلام قادر خان (وزیر اعلیٰ)

ب

گل زمان خان ملک .	۱۹
میر ہمایوں خان مری .	۲۰
مسٹر اقبال احمد کھوسہ .	۲۱
ملک محمد انور دوٹانی .	۲۲
ڈاکٹر حیدر بلوچ . (وزیر)	۲۳
مسٹر محمد نصیر مینگل .	۲۴
ارباب محمد نواز خان کاسمی . (وزیر)	۲۵
مسٹر محمد صالح جھوتانی .	۲۶
حاجی محمد شاہ مردان زئی	۲۷
سر دار محمد یعقوب خان ناصر .	۲۸
ملک محمد یوسف پیر علی زئی .	۲۹
میر تاج بخش خان کھوسہ .	۳۰
مسٹر ناصر علی بلوچ .	۳۱
مسٹر نواز احمد مری .	۳۲
مسٹر سیف اللہ خان پراچہ . (وزیر)	۳۳
مسٹر سلیم اکبر بھٹی .	۳۴
نواب تیمور شاہ جوگیزئی . (وزیر)	۳۵
پرنس سکھا جان .	۳۶
شیخ حاجی ظریف خان مندوخیل .	۳۷
مسٹر ذوالفقار علی گکسی .	۳۸
مسٹر نصیر احمد باچا .	۳۹
سر دار دینار خان کمد .	۴۰

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دوسرا اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز شنبہ مورخہ ۴ جون ۱۹۸۵ء بوقت ساڑھے نو بجے صبح،
زیر صدارت آغا عبدالنظیر، ڈپٹی اسپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از قاری افتخار احمد کاظمی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُونَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَالَمُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
لَعَنَّا قَبْلَ هٰذَا وَاسْتَفْزَؤْا بَيْنَ يَدَيْ مَا جَاءَهُمُ الْبَيْتُ وَاُولٰٓئِكَ لَسُوْرٌ عَلٰى
عَظِيْمٍ (هَدٰى اللّٰهُ الْعَظِيْمِ)

اور چاہئے کہ تم میں ایسا جماعت ایسی رہے کہ وہ بھلائی کی طرف بلاؤ رہے اور نیک
کام کی تاکید کرتی رہے اور بری باتوں سے روکتی رہی اور حقیقت میں یہی
لوگ پورے کامیاب ہیں اور دیکھو تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے آپس میں
تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا۔ باوجود اس کے کہ ان کے پاس دفع
دیں پنج چکی تھیں ایسے لوگوں کے لئے بڑی سزا ہے

پا ۱۰۷ (سورۃ آل عمران) ۱۰۵-۱۰۴ (وَالَّذِينَ لَا يُلْفِیْهِمْ)

میر محمد رفیع منگل
جناب اسپیکر! گذشتہ چند سالوں کے دوران بلوچستان کی بعض اہم
شخصیات نامور سیاستدان اور ممبران اسمبلی وفات پا چکے ہیں۔ اگر آپ اجازت دی تو مرحومین
کے لئے ایوان میں دعائے مغفرت کی جملے، مرحومین کے نام پیش خدمت ہیں۔

خان میراجد یار خان ، میر گل خان نصیر۔ زمر حسین ، نواب محمد خان جوگیزی۔ سردار دو دا خان
زرکزئی ، محمود عزیز کرد۔ محمد حسن نظامی ، ملک گل حسن خان کاسی ، مولوی صالح محمد ، حاجی ملک عیسیٰ خان
پیر علی زئی ، خان عبدالخالق خان ، ملک برات خان اچکزئی۔ حاجی نیک محمد سیگل ، ملک طوطی خان
ملک حبیب اللہ خان ، سردار انور جان کھیتراں ، میر محمد اراد خان جمالی ، اور سردار رسول بخش خان زرکزئی۔

قلدی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ دعائے مغفرت فرمائیں۔
دُعاے مغفرت لکھی

مستر ڈی پی اے سپیکر :-

وقفہ سوالات

مستر ڈی پی اے سپیکر ! اب سوالات ہوں۔ مسٹر اقبال احمد کھوسہ اپنا سوال پوچھیں گے

پ۔ ۹ اقبال احمد کھوسہ

کیا دزیر صفت و حرمت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ مراد جمالی میں گئی کا ایک کارخانہ زیر تعمیر تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کارخانہ کی تعمیر اچانک روک دی گئی ہے؟

(ج) اگر فرضاً الف کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کام کے دوبارہ شروع ہونے کے کوئی امکانات ہیں۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دوسرا اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز شنبہ مورخہ ۲ جون ۱۹۸۵ء بوقت ساڑھے نو بجے صبح،
زیر صدارت آغا عبدالنظار، ڈپٹی اسپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از قاری افتخار احمد کانہمی۔

عَوَزُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَالِمُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
لَفَّضُوا وَآخَظَّتْهُمُ مِنْ لَجْدِ مَا جَاءَهُمُ النَّبِیْتُ وَآدَلْتَهُمْ خَلْقًا
عَظِيمًا۔ (هَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمَ)

اور چاہیے کہ تم میں ایسے جماعت ایسی رہے کہ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہے اور نیک
کام کی تاکید کرتے رہے اور بری باتوں سے روکتے رہی اور حقیقت میں یہی
لوگ پورے کامیاب ہیں اور دیکھو تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے آپس میں
تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا۔ یا وجود اس کے کہ ان کے پاس واضح
دلیل پتہ چکی تھیں ایسے لوگوں کے لئے بڑی سزا ہے

پا ۲۷ (سورۃ آل عمران (۱۳) - ۱۰۵) (وَالَّذِينَ لَا يُلْقُوا

میر محمد نصیر منگل جناب اسپیکر! گزشتہ چند سالوں کے دوران بلوچستان کی بعض اہم
شخصیات نامور سیاستدان اور ممبران اسمبلی وفات پا چکے ہیں۔ اگر آپ اجازت دی تو مرحومین
کے لئے ایوان میں دعائے مغفرت کی جائے، مرحومین کے نام پیش خدمت ہیں۔

خان میراجد پارخان ، میرگل خان نصیر ، زمر حسین ، فواب محمد خان جوگیزی ، سردار دودا خان
 زرکزئی ، محمود عزیز کور ، محمد حسن نظامی ، ملک گل حسن خان کاسی ، مولوی ضاح محمد ، حاجی ملک علی خان
 پیر علی زئی ، خان عبدالخالق خان ، ملک برات خان اچکزئی ، حاجی نیک محمد سیگل ، ملک طوطی خان
 ملک حبیب اللہ خان ، سردار انور جان کھتران ، میر محمد اراو خان جمالی ، اور سردار رسول بخش خان زرکزئی ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :
 قلمی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ دعائے مغفرت فرمائیں ۔
 دُعاے مغفرت کیجئے

وقفہ سوالات

مسٹر ڈپٹی اسپیکر : اب سوالات ہوں ۔ مسٹر اقبال احمد کھوسہ اپنا سوال پوچھیں گے

پ: ۹ اقبال احمد کھوسہ

کیا وزیر صحت و عرفت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ مراد جمالی میں گھی کا ایک کارخانہ زیر تعمیر تھا؟
 (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کارخانہ کی تعمیر پانچ روک دی گئی ہے؟
 (ج) اگر ضرور (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کام کے دوبارہ شروع ہونے کے کوئی امکانات ہیں ۔

وزیر صنعت و حرفت :-

(الف) در حقیقت ڈیرہ مراد جمالی میں گھی کے ایک کارخانے پر اطوارہ ترقیات بلوچستان نے حکومت کے احکامات پر عمل درآمد شروع کیا تھا لیکن یہ منصوبہ جون ۱۹۷۶ء میں گھی کارپوریشن آف پاکستان کو منتقل کر دیا گیا اور ۱۹۷۸ء میں گھی کارپوریشن آف پاکستان نے اس کا دوبارہ جائزہ لیا اور اس کے غیر نفع بخش مستقبل کی بنیاد پر مرکزی حکومت سے درخواست کر کے اس منصوبے کو منسوخ کر دیا۔ چونکہ اس منصوبے سے منفی نتائج مرتب ہونے کے خدشات تھے۔ اس لئے حکومت بلوچستان نے بھی اس پر مزید غور نہیں کیا۔

(ب) اس کارخانے پر کام روکنے کی اجازت گھی کارپوریشن آف پاکستان نے مرکزی حکومت سے طلب کی تھی جو کہ منظور کر دی گئی۔ کیونکہ اس منصوبے کے فائدہ مند ثابت ہونے کے امکانات نہیں تھے۔

(ج) حال ہی میں گورنر بلوچستان کو اس سلسلے میں ایک رپورٹ پیش کی گئی تھی اور صاحب موصوف نے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ اگر نجی شعبہ ڈیرہ مراد جمالی میں گھی کا کارخانہ لگانے کا ارادہ کرے گا تو حکومت بلوچستان اور ادارہ ترقیات بلوچستان اس سلسلے میں نجی شعبے کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا۔

مسٹر اقبال احمد کھوسو :- (ذمئی سوال) جناب والا! میں گورنر بلوچستان کا مشکور ہوں

کہ انہوں نے لوگوں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نجی شعبہ کو گھی کارخانہ نصیر آباد میں لگانے کی دعوت دی ہے۔ بہر حال یہ اگر پبلک سیکٹر میں ہوتا تو اس کی افادیت بڑھ جاتی۔ میری وزیر موصوف صاحب سے گزارش ہے کہ ازراہ مہربانی یہ بتائیں کہ پبلک سیکٹر

میں کارخانہ کا قیام محض پیسہ کمانا ہوتا ہے یا علاقے کے لوگوں کو روزگار مہیا کرنا؟ جبکہ وہاں برخام مال کی کھپت بھی ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ غیر منافع بخش ہونے کے باوجود اس وقت کی صوبائی حکومت نے اس منصب پر عمل درآمد کی اجازت کیوں دی۔ اور اس غیر مکمل منصب پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟ اگر اس منصب پر عمل درآمد نہیں تو جو رقم اس منصب پر خرچ ہو چکی ہے تو کیا ان منصب سازوں پر جنہوں نے اس منصب کو بنایا پوچھ گچھ کی جائیگی کہ وہ تو دولت کے ضیاع کر نیکے ذمہ دار ہیں۔؟

میرٹھ پی پی سی :- میں معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ مختصر ضمنی سوال کریں تاکہ وزیر موصوف تسلی بخش جواب دے سکیں۔

اگر آپ اتنا لمبا سوال کریں گے تو وہ سمجھیں گے ہی نہیں۔

تیمور شاہ جوگیزی
وزیر صنعت و حرفت :- میں اس بارے میں تحقیقات کرواؤں گا کہ ایسا کیوں ہو اور تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔

✽ ۱۱ میربتی نجش کھوسہ

کیا ذریعہ صحت اذراہ کم بیان فرمائیے کہ
(الف) کیا درست ہے کہ سرل ہسپتال کوکٹا میں کچھ ڈاکٹرز موجود ہیں جن کا نام سب جاب لاہور و صنعت و حرفت کے لئے

(ب) ہاں جاب پر آنے والے ڈاکٹروں کو صحیح کام کرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے انکی حق تلفی ہو رہی ہے؟ کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ڈاکٹرز سرکاری ادویات مخصوص لوگوں کو مہیا کرتے ہیں۔ جبکہ ضرورت مند لوگوں کو سرکاری ادویات ملنا مشکل ہو رہی ہیں۔

(ج) اگر چند ادویات دہ ب کا جواب اثبات سے تو کیا خدمت اس طریقہ سے روکنے کی ضرورت ہے؟ اقدام کسے کی تاکہ برائے ڈاکٹروں کو فائدہ نہ ملے ڈاکٹروں کو سیکھنے کا موقع فراہم ہو۔ گویا کھان کی مرچائی سے نئے ڈاکٹروں کو ڈاکٹرز یا سٹنٹس میں ملائی جوتیں بھی نہیں دی جا رہی ہیں اور ان میں پوچھے ہی ڈاکٹرز موجود ہیں جنکی ملازمت کو کٹا نہیں رہتا۔ یعنی وہ ہسپتال میں رہائش پذیر ہیں۔

ذریعہ صحت

- (الف) یہ درست نہیں ہیں ڈاکٹروں کا یونٹس جاب کا عمر مرغم ہو گیا ہے۔ ان کو ہسپتال سے فارج کر دیا جاتا ہے اور ان کی بجائے نئے ڈاکٹروں کو یاد اس جاب پر لیا گیا۔ اس سے ان کی تنہائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- (ب) یہ درست نہیں کیونکہ جس ڈاکٹر کی ڈیوٹی ہسپتال میں نہ ہو اس کے قلمی قابل قبول نہیں ہوں۔
- (ج) یہی الفاظ اور سب باتیں و خیالات کہنا چاہیے۔

پنچہ ۱۲ میر بنی بخش خان کھوسہ

- کیا ذریعہ صحت ازراہ کرم بیان فرمائیے کہ :-
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑ ڈاکٹر ہادس جاب مکمل کر بیٹے میں انکو کسی شعبے میں رجسٹرار مہرتی کیا جاتا ہے
- (ب) کیا یہ ہی درست ہے کہ ایک ڈاکٹر دوسرے چانس میں امتحان پاس کر لیتا ہے۔ دوسرے چانس والے ڈاکٹر کو صرف سپینٹرنی ڈاکٹر کی وجہ سے رجسٹرار شپ سے محروم کر دیا جاتا ہے، اور ایک ڈاکٹر تاخیرت صرف سالانہ امتحان کی ڈگری رکھنے کی بنیاد پر رجسٹرار مہرتی کر لیا جاتا ہے۔
- (ج) اگر جڑ ڈاکٹر (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس امتیاز کی کیا جرات میں

ذریعہ صحت

- (الف) جی نہیں ہادس جاب مکمل کرنے والا ہر ڈاکٹر رجسٹرار مقرر نہیں ہوتے
- (ب) رجسٹرار کا اتر میں کس نام ایک مہار کی وجہ سے نہیں بلکہ کئی چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتا ہے
- (ج) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

پنچہ ۱۳ میر بنی بخش خان کھوسہ

- کیا ذریعہ صحت ازراہ کرم بیان فرمائیے کہ
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ برٹان میڈیکل کالج کے طلباء کو سال اول و دوم تک ۱۹۵۰ روپے ماہوار اور سال سوم و چہارم و پنجم تک ۱۳۰ روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے
- (ب) کیا یہ ہی درست ہے کہ سال سوم و چہارم و پنجم کے طلباء کو ابتدائی اخراجات تکلیف صرف ۲۵ روپے ایسے جاتے ہیں۔ جبکہ ایک ہڈ پریشکا آملہ پانچ سو روپے میں ملتا ہے۔

(ج) اگر زوال (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس فرق کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت سنگاپور کے تناسب سے طلباء کے وظائف بھی بڑھانے کی تجویز پر غور کرے گی۔

وزیر صحت

(الف) بولان میڈیکل کالج میں وظائف سال کے لحاظ سے نہیں بلکہ طلباء کے سہ پرست کی آمدنی کے لحاظ سے موجودہ پالیسی کے تحت دیتے جاتے ہیں۔ چونکہ اس پالیسی پر گذشتہ سال سے عمل درآمد ہوا ہے لہذا پانچ طلباء پرانی پالیسی کے تحت وظائف سے سبے میں
(ب) درست ہے کہ ابتدائی اخراجات وظیفہ کے علاوہ ۲۵۰ روپے فی کس دیا جاتا ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو ادوار فریڈ نے کیلئے یہ اخراجات دیتے جاتے ہیں۔
(ج) پنہالی دیگر کو مد نظر رکھتے ہوئے گذشتہ سال سے شرح وظائف میں اضافہ کیا گیا ہے۔

بہ: ۲۸ - میر بی بخش خان کھوسہ

کی وزیر صحت ازراہ کم یہ بیان فرمائینگے۔ کہ بلوچستان کے طلباء طلبات کیلئے ملک کے دیگر میڈیکل کالجوں میں کتنے نشستیں مخصوص ہیں کن کن کراؤ اعلیٰ دیتے گئے۔ ضلع وار تفصیل دیا جائے۔

وزیر صحت

جواباً عرض ہے کہ بلوچستان کے طلباء / طالبات کیلئے مندرجہ ذیل کالجوں میں نشستیں ہیں

(۱) ناظمہ جناح میڈیکل کالج برائے طالبات	۵ (پانچ) نشستیں
(۲) نیشنل میڈیکل کالج برائے طلباء	۲ (دو)
(۳) قائداعظم میڈیکل کالج برائے طلباء	۱ (ایک) نشست
(۴) علامہ اقبال میڈیکل کالج برائے طلباء طالبات	۱ (ایک)

مزید بیان عرض ہے کہ نشستیں ضلع کی سطح پر مخصوص نہیں بلکہ نیشنل میڈیکل کالج میں ان طلباء کو بھی داخلہ دیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح ناظمہ جناح میڈیکل کالج میں سر ڈویژن سے ایک ٹکی صوبائی آسامی (۵۸۳۸) کیلئے ایک ایک نشست مخصوص ہے۔ بروڈی ڈویژن میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے کسی کو بھیجا جاتا ہے۔

گذشتہ سال کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور

- ۱۔ سب سے پہلے شریف بنت فضل احمد (کوئٹہ ڈویژن)
 ۲۔ سس نرجس ناز بنت عبدالمد (رہی ڈویژن)
 ۳۔ سس فرخندہ قمر بنت بشیر احمد (نکاح ڈویژن)
 ۴۔ سس زینب المسائبہ محمد امین (سرکاری حکومت کے زیر انتظام قبائلی علاقے)
 نوٹ: یہ گذشتہ سال فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں بطور چھوٹے چھوٹے مشنریوں کی فہرست تھی

علامہ اقبال میڈیکل کالج - کوئٹہ

۱۔ محمد زبیر ولد محمد شفیع - کوئٹہ

نیشنل میڈیکل کالج ملتان

- ۱۔ امجد خان ولد اورنگ زینب (کوئٹہ)
 ۲۔ زاہد اقبال ولد محمد اقبال (کوئٹہ)

قائمہ اعظم میڈیکل کالج - بہاولپور

۱۔ سس مسرت جبین بنت محمد رمضان

۵۷۔ شیخ ظریف خان مندوخیل

کیا وزیر صحت (راہ کریم بیگم) فرمائیے کہ
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر شہاب کو کہہ کر "دوسرا بڑا شہر ہے" اس میں بڑے بیک اور نیازی میٹرنگی کے کوئی انتظامات موجود نہیں ہے؟
 (ب) اگر جیو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو عدالت اس بارے میں کیا احکامات کر رہی ہے یا کرنا چاہتی ہے؟

وزیر صحت

(الف) جہاں تک ہائیڈرو پائلٹس ہے۔ وہ سب سے پہلے نہیں ہوا کرتا
 ہاں البتہ شہاب میں ہڈی ٹرانسپوزیشن کا انتظام موجود ہے۔ اور
 (۲۰۱۷-۱۸) بھی کمیناٹ ہے
 (ب) براب اڈا پر دیا جا چکا ہے۔

ڈاکٹر منیر احمد	۲	"	"	برشور
ڈاکٹر روح اللہ تاشی	۴	"	"	ہسپتال چمن
ڈاکٹر بشیر حسن	۵	"	"	ٹی بی کلینک چمن
ڈاکٹر غلام محمد ہوانی	۶	"	"	اردو ہیڈ میڈیسن ہسپتال
ڈاکٹر عبداللہ عبدالجبار	۷	"	"	" " " " گلستان
ڈاکٹر اختر محمد خستی	۸	"	"	" " " " ریسرچی اوہ
ڈاکٹر سلطان زبیرین	۹	"	"	سول ہسپتال پشین
ڈاکٹر نیسی خان	۱۰	"	"	بیک ہیڈ میڈیسن یونیورسٹی گلستان
ڈاکٹر محمد انور	۱۱	"	"	" " " " ملک یار
ڈاکٹر محمد اقبال ملک	۱۲	"	"	" " " " سرانان
ڈاکٹر ارباب عبدالواحد	۱۳	"	"	" " " " پیر علی زئی
ڈاکٹر فقیر محمد دانش	۱۴	"	"	" " " " سول ڈسپنری کھوکھی

۱۱ - حاجی ملک محمد یوسف

کیا وزیر صحت ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ -
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع پشین کے بہت سے عہدار ہر سال میڈیکل کالجوں میں داخلہ لینے سے محروم رہ جاتے ہیں
 (ب) اگر جزد (الف) کا رواج ایشیا میں ہے - تو کیا حکومت ضلع پشین کی تیزی سے ترقی ہوئی آبادی کے پیش نظر
 ضلع پشین کی میڈیکل کالجوں میں مزید نشستیں مخصوص کرنے پر غور کرے گی؟
 (ج) کیا حکومت صوبہ کے تمام اضلاع میں موجود آبادی کے تناسب سے میڈیکل کالجیں بڑھانے پر غور کرے گی؟

وزیر صحت

(الف) جی ہاں
 (ب) جی نہیں
 (ج) جی نہیں

۱۰ - اگرچہ کسی صنعت کیلئے خام مال کا میسر ہونا بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی سرمایہ کاری کیلئے بہت سے دوسرے عوامل کا ہونا بہت ضروری ہے - مثلاً اچھے تنظیم اور
 ہنرمند مزدوروں کا میسر ہونا - پانی بجلی اور ٹیلیفون وغیرہ کی بہتر سہولتیں - پیداوار کیلئے سڑکی اور نقل
 و حمل کی بہترین سہولتیں -

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے پورے صوبے بشمول ڈیرہ گجلی سرمایہ کاری کیلئے
 کئی مراعات مہیا کی ہیں، مثلاً جون ۱۹۸۵ء تک صنعتوں کی قیام پر ٹیکس کی قید نہ، درآمد کی مشینری

پر ٹیس کی رپورٹ دہیزہ
اب یہ سنت کاروں کا کام ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور صنعتیں قائم کریں حکومت سسرانا
طور پر اس قسم کے کارخانے لگانے کے حق میں نہیں۔

ملک محمد یوسف پٹری زئی (ضمنی سوال) جناب والا جیسا کہ جناب وزیر موصوف نے
فرمایا کہ موجودہ ڈپنسریاں اور ہیلتھ یونٹ نا کافی ہیں۔ کیا آپ ان کی تعداد بڑھائیں گے، یا
بڑھانے کا امکان ہے۔؟

وزیر صحت :- اگر آپ تحریری لکھو مجھیں گے تو اس پر ہم غور کریں گے۔ ڈپنسریاں بڑھانا
تو صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے۔ میرے اختیار میں نہیں ہے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ :- آپ حکومت کے وزیر ہیں کیا آپ بتائیں گے آپ وزیر با اختیار
ہیں یا وزیر بے اختیار؟

وزیر صحت :- کچھ اختیارات ہیں کچھ اختیارات نہیں ہیں کچھ اختیارات وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں (قبضہ)

۲۰۔ حاجی ملک محمد یوسف

لکھناؤسر میں حضرت ازراہ کرم سے بیان فرمائیے کہ
لاالہ الا وہی اور مست ہے کہ برصغیر ہوتی سنگاں کے پیش نظر عام آدمی کیلئے بنیادی مزدوریات زندگی کا حصول دشوار ہے؟
(جہاں) اگر جزد الہ کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اشیاء خوردنی اور سونے پکڑے کی قیمتوں کو متوازن
بنانے کیلئے ندری اقدامات کرے گی۔

وزیر صنعت و حرفت

(۱) یہ درست ہے کہ بعض ناگزیر وجوہات مثلاً موسمی حالات کی خرابی، برصغیر ہندی میں کی ضروریات اور عالمی منڈیوں میں ایک بے بازاری وغیرہ کی وجہ سے ہنگامی میں کچھ اضافہ ہوا ہے اور عام آدمی کے لئے بنیادی ضروریات زندگی کو حاصل کرنا مشکل و دشوار ہے۔

(ب) حکومت نے کچھ چیزوں میں ایشیا اور جنوبی افریقہ کی قیمتوں کو متوازن رکھنے کے لئے کئی ایک موزاقتا کرتے ہیں۔ مثلاً

(۱) ڈیزل اور منسلی سطح پر جائزہ کیٹیورن کی تشکیل دی گئی ہے۔ جو ڈسٹرکٹ حکام، محکمہ خوراک، محکمہ زراعت اور بربروین کونسل کے اشتراک سے قائم ہوئیں۔ یہ کمیٹیاں اشیاء کی قیمتوں کو صحیح سطح پر متوازن کرتی ہیں اور بے جا ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں۔ اسی طرح سوہانی محکمہ صنعت و تجارت ڈپارٹمنٹ کی وقتاً فوقتاً اسٹاک پوزیشن، سپلائی اور ان اشیاء کی وضع میں نقل و حمل کا جائزہ لیتی ہے اور قیمتوں کے بارے میں ممانعت رپورٹ تیار کرتی ہے۔

(۲) اشیاء زندگی کی قیمتوں اور وافر فراہمی کے لئے حکومت نے کئی یونیٹیں اسٹورز قائم کئے ہیں جو عوام کو کمزور قیمت پر بنیادی اشیاء زندگی وافر مقدار اور نسبتاً کم قیمت پر مہیا کرتے ہیں۔ اس امر سے بازار میں قیمتوں کے چڑھاؤ کی کسی حد تک حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

(۳) حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ جموں بازار وغیرہ نکلوانے سے لوگوں کو تازہ اور بنیادی اشیاء زندگی کی سستی و اس میں فراہمی کی جائے۔ اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ عوام نے جموں بازار کی کوشش اور قیام کو کافی حد تک

۱۲ بنیادی اشیاء کی پیداوار بڑھانے اور ان میں منڈیوں تک پہنچانے کیلئے حکومت نے بنیادی صنعتیں قائم کرنے کی سلسلہ افزائی کی ہے اور اس ضمن میں صنعت کاروں کو کئی مراعات مثلاً ٹیکس میں چھوٹ، دولت مند مشینوں، ڈیپوٹ میں چھوٹ وغیرہ کی سہولیات دی گئی ہیں۔ صنعتوں کو بہتر سہولتیں دینے کے لئے سرکاری حکومت نے جب۔ اور نقل اور کوئلہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کئے ہیں۔

جہاں تک سوئیڈا پیر سے کا سوال ہے۔ آپ بھائی واقف ہیں کہ سوئیڈا پیر نے کی بنیادی ضرورت کی اس سبب جو اس نوبے میں وافر مقدار میں پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اور لازماً اسے دوسرے صوبوں سے لانا پڑتا ہے اس لحاظ سے ٹیکسوں کو اس صوبے کی صنعت نہیں کیا جاسکتا۔ نیم سرکاری شعبے میں ایک ٹیکسٹائل مل کوئلہ اور ایک اونٹن کے کے مقام پر لگائی گئی۔ لیکن ٹیکسٹائل کی صنعت میں بحرآن کی اس کی پیداوار میں موسمی حالات میں خرابی سے کمی اور آمدورفت کے اخراجات میں اضافہ سے یہ ملز زیادہ کامیاب

نہیں ہو سکے۔ صوبے میں سوئیڈا پیر سے زیادہ تر دوسرے صوبوں سے درآمد کئے جاتے ہیں۔ جن کی قیمتوں میں گرانے کی وجہ سے کچھ اضافہ ہوتا ہوگا۔ البتہ حکومت اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اور یہ مسئلہ فی الحال اتنا سنگین نہیں ہے۔

ملک محمد یوسف پیمیر علی زئی، جناب اسپیکر اہر سطح پر منہنگائی کنٹرول کرنے کے لئے کھیشیاں قائم ہیں لیکن آج تک منہنگائی کنٹرول نہیں ہو سکی ہے۔ غریب آدمی کافی مشکل میں ہے، منہنگائی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، روزمرہ کی اشیائے ضروریات جو پاکستان ہی میں پیدا ہوتی ہیں مثلاً اشیائے خوردنی وال چاول وغیرہ یہاں پیدا ہوتی ہیں۔ سوتی کپڑا بھی پاکستان میں ہوتا ہے، منہنگائی ختم کرنے کے لئے وزیر صاحب کیا اقدام کریں گے۔

وزیر صنعت و حرفت۔ ہم کیا اقدام کریں گے جو تجاوزات آپ لکھ میچیں گے ہم اس پر غور کر لیں گے۔

پج ۸۷ ارجن داس گبھی

- کیا وزیر صنعت و حرفت ازراہ کم سے بیان فرمائیں گے کہ
- (الف) اس وقت صوبہ میں کس قدر صنعتیں قائم ہیں، ضلع وار تفصیل دی جائے؟
- (ب) کیا وہ درست ہے کہ ڈیرہ گجٹی اچھنسی جو پسماندہ ضلع ہے۔ وہاں پر انون اور قدرتی حیرتی بوتیاں وانر متدار میں پائی جاتی ہیں۔
- (ج) اگر جزد (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ضلع میں ورکن مل اور داس سازی کے کارخانے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر صنعت و حرفت

رو صوبہ میں اس وقت گھریلو بیوٹے اور پلاسٹک کارخانوں کی کل تعداد تقریباً ۸۱۶ ہے، جنکی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ کوئٹہ ڈویژن
ضلع کریمپہ

تعداد	ضلع کریمپہ	تعداد	تعداد	نام صنعت	شمارہ
۱	کپڑے (میکشال)	۱	۱	دواسازی	۱
۱	کھلی	۱	۱	کیمیائی	۳
۱	کولر برکنٹ پلاسٹ	۱	۱	کولڈ اسٹوریج	۵
۱	آؤن	۱	۱	گلاس گلازخانہ	۷
۱	پیرینک	۱	۱	پیرینک	۹
۱	برف	۱	۱	فرڈ / فرڈ پروسیسنگ	۱۱
۱	فیرنچر	۲	۲	تھاکو کرشنگ	۱۳
۱	پینٹ پروسس	۲	۲	اربل پروسسنگ	۱۵
۱	صابن	۱۰	۱۰	سولر مل	۱۷
۱	اسٹون ریسٹ پورٹ	۳	۳	آر سی سی	۱۹
۱	بٹروں کے مٹے	۱۹	۱۹	برٹن / بیلنگ	۲۱
۱	جوتے بنانے کے مٹے لافٹے	۱۹	۱۹	انجینئرنگ (خواد)	۲۳
		۱۹	۱۹	تائین بائی اور کھاری کے مرکز	۲۵
			۱۵۸	برٹن	

۵۔ قلات ڈویژن

ضلع قلات

ضلع قلات	تعداد	تعداد	تعداد	نام صنعت	شمارہ
انجینئرنگ (خواد)	۲	۲	۲	آٹے کے مل (چکیاں)	۱
فیرنچر	۲	۲	۲	جوتے	۲
بیلنگی	۲	۲	۲	برٹن	۵
پوسٹل ڈام	۲	۲	۲	ڈیرس فیم	۷
		۷	۷	تائین بائی اور کھاری کے مرکز	۹
		۴۹	۴۹	برٹن	
ضلع خارانے				ضلع خارانے	۶
جوتے	۲	۲	۲	آٹے کے مل (چکیاں)	۱
		۱	۱	تائین بائی کے مرکز	۳
		۹	۹		

				ضلع خضدار	
۷	انجیرنگ (خزاں)	۲	۱۳	آٹے کے مل دیکھیاں	۱
۸	جوتے	۲	۲	خیر خیر	۳
۳	بیکری	۶	۲	توریاں فام	۵
۲	ہوش	۸	۲	پرٹوں فام	۷
۲	تائین بانى اور دستکاری کے مراکز	۱۰	۱	پرائٹ کے پائے	۹
۳۳	موتل				
				ضلع لس بیلہ	
۵	سرتی رپر سٹ کے دھاگہ	۲	۲	ٹیکٹائل	۱
۹	انجیرنگ برآٹا پارٹس	۲	۲	زینٹی شیزری	۳
۶	آکسین انڈسٹریل گیس	۶	۷	انڈسٹریک و سیر سامان	۵
۶	پلاسٹک پرل پرومپن اور رپڑ	۸	۶	کیمیکل	۷
۶	کی مصنوعات				
۲	ورداز سے فیر خیر	۱۰	۱	کوکنگ آئل	۹
۱	بوسیر کینگ آئل	۱۲	۲	فروڈ	۱۱
۶	کلاس کی مصنوعات	۱۳	۳	کانڈر / پروڈ کی مصنوعات	۱۳
۳	چپ برڈ / مار میکا سازی	۱۶	۱	کنکریٹ بلاک سازی	۱۵
۱	ریڈیلر / ریلکارڈ	۱۸	۱	مسزویات	۱۷
۱	آٹے کی مل	۲۰	۲	میڈر پیڈاکٹس	۱۹
			۲	نڈر / ڈر تائین بانى کے مراکز	۲۱
			۷۰	موتل	
				ضلع چاغی	
۲	انجیرنگ (خزاں)	۲	۳۱	آٹے کے مل دیکھیاں	۱
۳	بیکری	۳	۳	جوتے	۳
۱	پوسٹری فام	۶	۳	ہوش	۵
			۲	تائین بانى کے مراکز	۷
			۳۱	موتل	

		۱۵		۳ ضلع لورالائی	
۲۳	انجینئرنگ خزانہ	۲	۱۶	۱	آٹے کے مل دیکھیاں
۱	ڈیری فارم	۳	۳	۲	آرا شین
۱	پرنٹری فارم	۵	۱	۵	ڈیری فارم
۳	اینٹ کے بٹے	۴	۱۰	۶	فرنیچر
۱	سائین	۶	۹	۸	ہرٹل
			۳	۱۰	تائین بائی اور سٹاکوں کے مراکز
			۷۲		ڈکن
					۴ ضلع روجہ
۵	آرا شین	۲	۱۲	۱	آٹے کے مل دیکھیاں
۲	ہرٹل	۲	۱۰	۳	فرنیچر
۲	پرنٹری فارم	۶	۱۸	۵	ڈیری فارم
۲	تائین بائی کے مراکز	۸	۶	۷	انجینئرنگ خزانہ
۵۰	ڈکن			۵	ضلع ایشین
۲۸	آٹے کے مل دیکھیاں	۲	۱۳	۱	تھا کو پینے کے کارخانے
۷	پرنٹری فارم	۳	۲۲	۳	ڈیری فارم
۱	برف کے کارخانے	۶	۳	۵	فرنیچر
۲	تائین بائی	۸	۱	۷	تائین بائی ڈیزائریٹ
۸۸	ڈکن				
					۱ سبھی ڈوئرن
					۱۰ ضلع سبٹی
۲	کول واشنگ پلانٹ	۲	۳	۱	اینٹ کے بٹے
۶	ڈیری فارم	۳	۳	۳	برف کے کارخانے
۸	آٹے کے مل دیکھیاں	۶	۳	۵	ہرٹل
۳	تائین بائی اور کھڑائی کے کام کے مراکز	۸	۲	۷	انجینئرنگ خزانہ
۳۳	ڈکن				

ضلع کچی

۱	چڑھے کی سلاخا کا مرکز	۲	۱۷	آٹے کے ر دھلیاں	۱
			۲	تالین باقی کے مراکز	۳
			۲۰	ڈٹل	
				ضلع نصیر آباد	۱۲
۱۷	چارل صاف کرنے کے مل	۲	۳۷	آٹے کے مل دھلیاں	۱
	تیل نکالنے کے کارخانے	۳	۶	برف کے کارخانے	۳
۳	آئل ایکسیپیر				
۳	تالین باقی کے مراکز	۶	۱۸	اسٹ کے بٹے	۵
	ڈٹل				
۸۳					

کوئٹہ ایجنسی دسری بگٹی ایجنسی

۱	آجیرنگ (خراد)	۲	۱۶	آٹے کے مل چکیاں	۱
			۳	تالین باقی کے مراکز	۳
			۱۶	ڈٹل	
				مکڑے ڈوڑھے	
				فوج تربت	
۲	آجیرنگ، کتاب (خراد)	۲	۲	بکریں	۱
۲	ہڑل	۲	۸	مدرس دھلیاں	۳
۱	تالین باقی کے مراکز	۶	۲	برف	۵
	ڈٹل				
۳۰					
				ضلع گوادر	
۱	برف	۲	۲	ہڑل	۱
	ڈٹل				
۳					

بخش ۱۰۵۔ قلمبیل المہلت سوال، ملک گل زمان خان کا سہی

- کیا وزیر صنعت و حرفت ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ بولان ٹیکسٹائل مل بند کر دی گئی ہے اور مل کے چار ہزار ملازمین کی ملازمتوں کو ختم کر دیا گیا ہے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہداد کوٹ کی مل عرصہ تین سال سے بند پڑی ہے لیکن مزدوروں کو ان کی تنخواہوں کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔
- (ج) اگر مزدور الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان افراد کو کہیں روزگار فراہم کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر صنعت و حرفت

- (الف) یہ درست نہیں ہے کہ بولان ٹیکسٹائل مل مکمل طور پر بند کر دی گئی ہے اور مل کے ۴۰۰۰ ملازمین کی ملازمتوں کو ختم کر دیا ہے۔ اس مل میں سرنے کی کمی کے باعث پیداوار عارضی طور پر بند ہے۔ جبکہ ملازمین کو ہر ماہ تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۵ء کو صرف آفیسران میں سے ۵۰ فیصد کمی کی گئی ہے۔ جبکہ باقی ماندہ آفیسران اور مزدور اپنی ملازمتوں پر موجود ہیں۔
- (ب) شہداد کوٹ مل کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے اور اس کے بارے میں اطلاع حکومت سندھ کو ہو سکتی ہے۔ اس لئے شہداد کوٹ مل کے بارے میں اطلاع فراہم نہیں کی جا سکتی۔
- (ج) "الف" و "ب" کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ اس ضمن میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ بولان ٹیکسٹائل مل کو بند نہیں کیا گیا ہے۔ اور شہداد کوٹ مل کا تعلق صوبہ بلوچستان سے نہیں ہے۔

ملک گل زمان کاہی۔ (ضمنی سوال) جناب والا! پچاس فیصد افسران جنکو نکالا گیا ہے، وہ معاشرے پر بوجھ بنے بیٹھے ہیں۔ کیا آپ ان کو متبادل ملازمتیں فراہم کریں گے

وزیر صنعت و حرفت۔ ہم کوشش کریں گے اگر وہ جانا چاہیں گے تو انہیں ہم بھجوادیں گے۔

ملک گل زمان کاہی۔ جناب والا! وہ گزشتہ ایک سال سے فارغ بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت۔ اگر فارغ بیٹھے ہیں تو ہم کیا کریں۔ ہم نے کوئی خیرات خانہ تو نہیں کھولا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست پڑھ کر سنائیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی۔ سردار خیر محمد خان ترمین نے رخصت کی درخواست بھیجی ہے۔
وہ بوجہ بیماری اسمبلی کی میٹنگ میں شمولیت نہیں کر سکتا۔
معذرت خواہ ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ کیا ممبر موصوف کے حق میں رخصت منظور کی جائے؟

(آوازیں ہاں منظور کی جائے)

مسٹر ڈی بی اسپیکر۔ رخصت منظور کی جاتی ہے۔

بجٹ پر عام بحث

مسٹر ڈی بی اسپیکر۔ اب بجٹ پر عام بحث کا وقت ہے، روان مالی سال کے بجٹ پر بحث شروع ہونے سے قبل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض ممبران تیاری نہ ہونے کی وجہ سے تقریر نہیں کر سکتے لہذا وہ آج بجٹ میں حصہ لیں گے۔ ان حضرات میں میر نئی بخش خان کھوسہ سردار احمد شاہ کبیران اور ملک محمد یوسف اچکزئی شامل ہیں، بعد میں سردار یعقوب خان ناصر منز فقیہ عالیانی، میر محمد نصیر منگل، میر ہمایوں خان مری اور مسٹر عصمت اللہ صاحب تقریر کریں گے۔ سب سے پہلے ہی میر نئی بخش خان کھوسہ صاحب سے کھونگا کہ وہ بجٹ کا آغاز کریں۔

مسٹر ذوالفقار علی گلگی۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! کیا میں اپنا نام دے سکتا ہوں؟

مسٹر ڈی بی اسپیکر۔ آپ کو آخر میں موقع دیا جائے گا۔

میر نئی بخش خان کھوسہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب اسپیکر! آج ۸۵-۸۶ء

کا بجٹ اس جمہوری ادارے میں پاس کروایا جا رہا ہے لیکن افسوس کہ مارشل لا ختم ہوتا۔ اور ہم جمہوری طریقے سے اس بجٹ کو پاس کرتے۔ تو بڑی خوشی ہوتی۔ عوامی نمائندے، جمہوریت اور مارشل لا متضاد چیزیں ہیں۔

جناب والا! بجٹ میں کل دو سو تینیس کروڑ چالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

ترقیات و بجٹ میں پینتیس فیصد اور غیر ترقیاتی مد میں پینسٹھ فیصد رکھا گیا ہے۔ اس میں ایکڑ پھلجھڑ کے لئے آٹھ کروڑ روپے ہیں نصیر آباد میں کچھ نہیں ہے۔ وہاں بر زرعی کالج ہونا چاہیے کیونکہ یہ زرعی علاقہ ہے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے ہمیں چاہیے کہ گندم کی پیداوار بڑھائیں چاول کی فصل میں اضافہ کریں۔ زرعی کالج کھولنے سے نئے تجربات کئے جائیں کیونکہ نصیر آباد میں زرعی مسائل ہیں جبکہ یہ بلوچستان کا بڑا زرعی علاقہ ہے لہذا میری تجویز ہے کہ نصیر آباد میں زرعی یونیورسٹی قائم ہو۔ یہ ضلع نیابہ۔ کالج کھلنے سے یہ ضلع ترقی کر سکتا ہے نیز اس سے سارے صوبے کو فائدہ پہنچے گا اور زرعی اجناس کی پیداوار بڑھے گی۔ جناب والا! ہمارے زمیندار مسائل سے دوچار ہیں۔ کالج کھلنے سے ان میں کافی کمی آجائے گی۔

جناب اسپیکر! ہمارے علاقہ میں سیم و تھور بہت زیادہ ہے ڈیڑھ تا دو لاکھ ایکڑ رقبہ بخر بڑا ہے۔ نالیاں نکالنے پر پچیس فیصد خرچ ہوا ہے جبکہ پچتر فیصد خرید کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! وہاں سیم و تھور پر قابو پانے کے لئے ڈورینج کی ضرورت ہے تاکہ زمین سے پانی کا نکاس ہو سکے جیسا کہ اس علاقہ میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ رقبہ پر مشتمل دیہہ و موضع جات ختم ہو چکے ہیں۔ جناب والا! حکومت کو چاہیے کہ وہاں دس دس ٹیوب ویل نصب کرے تاکہ فرق پڑے میں نے خود اپنی ذاتی زمین پر ٹیوب ویل لگائے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے پانچ چھ پرسنٹ فرق پڑا ہے جب زیادہ ٹیوب ویل لگیں گے تو زیادہ فائدہ ہوگا اس کے نتیجہ میں زمین قابل کاشت ہوگی۔

جناب والا! نصیر آباد بلوچستان کا نہری علاقہ ہے اگر وہاں زراعت کی ترقی پر توجہ دی جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہم اس قدر زیادہ غلہ پیدا کر سکیں گے کہ دنیا کے دیگر ممالک کو بھی برآمد کریں گے ملک گندم کی پیداوار میں خود کفیل ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر! ہمارے ہاں غلے کی منڈیاں نہیں ہیں میری تجویز ہے کہ نصیر آباد میں شیل اورب ڈورن لیلوں پر منڈیاں بنائیں تاکہ غلے کی نقل و حمل بہ آسانی ہو سکے اور لوگوں کو سہولت ہو جناب والا!

دباں پر روڈز کی حالت یہ ہے کہ حیردین مانجھی پر روڈ گزشتہ تین سالوں سے مکمل نہیں ہوئی
 آج انیس سو پچاسی میں صرف بیس میل سڑک بن چکی ہے باقی نو میل ابھی بھی رتی ہے جو کچی ہے
 اس وقت ہم اپنی اجناس جنکب آباد سندھ لے جاتے ہیں لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف کا سامنا
 کرنا پڑتا ہے۔ جناب والا! کم از کم کچی سڑکیں ہی بنائی جائیں تاکہ وقتی طور پر کچھ آسانی میسر آسکے
 اور منڈیوں تک غلہ پہنچایا جاسکے۔ لہذا اس طرف توجہ دیں وہاں صرف اوستہ محمد جھٹ پیٹ
 روڈ ہے باغ ٹیل حیردین روڈ ایسی پڑی ہے۔ نصیر آباد جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ ایک نہری
 علاقہ ہے، پانی آنے کی وجہ سے سارا علاقہ بند ہو جاتا ہے، اس پر قابو پانے کے لئے میری تجویز
 ہے کہ سارا نہیں تو کم از کم وقتی طور پر کچی سڑکیں ہی بنائیں اور پھر انکو آہستہ آہستہ پکی کریں۔ مجھے
 احساس ہے کہ ہمارے وسائل کم ہیں اور انہیں یک لخت پکانا نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم فوری اقدامات
 ضروری ہیں۔ تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ جناب اسپیکر! مواصلا ت کی مد میں روڈز پر
 الیکارول افسروں کے ٹی اے پر ہی اسی نوے ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں لہذا ٹی اے
 کے اس خرچ کو بچت کر کے سڑکوں کی حالت بہتر کرنے پر خرچ کیا جائے۔

جناب والا! سٹنٹن میں آیا ہے کہ ایک (ایکسین) صاحب کہہ رہے ہیں کہ سیوڈی اے میں
 ایس۔ اے لگایا جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس معاملہ میں یہ ضرور دیکھیں کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔
 جناب والا! حیوانات اور مال مویشیوں کی حفاظت کے لئے مہربانی فرما کر نصیر آباد میں ہسپتال
 زیادہ سے زیادہ تعداد میں مہیا کریں تاکہ ان کے علاج معالجہ کی سہولت ہو کیونکہ ہسپتال نہ ہونے کی
 وجہ سے جانوروں کا نقصان ہوتا ہے

جناب اسپیکر! انڈسٹریز کے متعلق عرض کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ نصیر آباد نیا ضلع ہے
 ابھی ترقی کر رہا ہے سکمر کی بھی نزدیک ہے وہاں ایک گھی مل تھا جو اس فہرست میں آچکا ہے۔
 حکومت سے گزارش ہے وہ اس طرف بھی توجہ دے اس کے ساتھ ہی ایک شوگر مل کی بھی ضرورت
 ہے۔ اگر وہاں کپاس کی مل لگائی جائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے کافی فائدہ مند ہوگی۔ کیونکہ

وہاں پر پیاس کی پیداوار بہت ہوتی ہے اگر یہ تمام میں لگادی جائیں تو وہاں کے لوگ ان چیزوں کی پیداوار پر زیادہ توجہ دیں گے جس سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

جناب والا! واٹر سپلائی کے متعلق یہ عرض کروں گا وہاں سیم کی وجہ سے پانی بہت کڑوا ہے جو پینے کے قابل نہیں ہے۔ یونیسیف کی چار پانچ اسکیمیں وہاں رکھی گئی ہیں انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ایک ایک اسکیم زندگی گوٹھ، محمد علی گوٹھ اور مہر دین، آدم پور اور گوٹھ عبدالرشید کے لئے ہوگی لیکن ان پر کوئی عملی کارروائی نہیں کی گئی۔ اگر آپ تری اسکیمات نہیں بندتے تو وہاں پر تلاب بنادیں تاکہ یہ پورے لوگوں کو پینے کا پانی میسر آسکے اس مرتبہ وہاں پینے کے پانی کی سخت قلت ہے اس کی بنیادی وجہ سیم ہے۔ ہم جناب کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں گے، وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس طرف توجہ دیں۔

وہ پچھلے دنوں وہاں کا دورہ بھی کر کے آئے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پانی صحت کے لئے بہت ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ پینے کے پانی کی قلت کی وجہ سے یہ علاقے کس شدید بیماری میں مبتلا ہو جائیں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ بھی فرمایا تھا۔ تاجم اسبلی میں اس ایوان کے توسط سے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ میں بطور ایم پی اے ان پینے کے پانی کی اسکیمات کی نشاندہی کرتا ہوں ان میں گوٹھ زندگی، گوٹھ منلزہ، گوٹھ محمد عظیم، گوٹھ مہر دین، پنہور، بانجھی پور اور آدم پور دوسرا مراد علی جس میں پینے کے پانی کی ایک اسکیم بنی بھی رہی ہے یہ بڑے بڑے گاؤں شرقی نصیر آباد میں واقع ہیں۔ کیونکہ غربی نصیر آباد میں تو آٹھ دس اسکیمیں ہو چکی ہیں اور مکمل بھی ہونے والی ہیں جبکہ شرقی نصیر آباد میں آج تک کوئی اسکیم نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ پہلے وہاں کوئی ممبر موجود نہیں تھا اور نہ ہی کوئی وزارت میں تھا۔ لیکن غربی طرف کے لوگ ممبر تھے۔ لہذا میں اس طرف جناب کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ وہاں پر پانی کی کچھ اسکیمات رکھی جائیں تاکہ لوگوں کو پینے کا پانی میسر ہو۔

جناب اسپیکر! اس کے بعد میں جناب کی توجہ تعلیم کی طرف مبذول کراؤں گا۔ ہمارے

علاقے نصیر آباد میں تین چار ہائی اسکول ہیں ان کے درمیان آدم پور ہائی اسکول ہے وہاں کا زمیندار اسکول کو کالچ بنانے کے لئے دو لاکھ روپے کی گرانٹ دینے کے لئے تیار ہے اس کے علاوہ کالچ بنانے کے لئے جتنی زمین بھی درکار ہے۔ میرے خیال میں وہ پچاس ایکڑ زمین دینے کے لئے تیار ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے بچے میٹرک اور ڈل تک تعلیم حاصل کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر وہاں پر کالچ قائم ہو جائے تو وہاں کے لوگوں کو پڑھائی میں بہت سہولت حاصل ہوگی جبکہ وہاں پر آٹھ دس ڈل اسکول ہیں اور کئی پرائمری اسکول ہیں میری گزارش ہے کہ ان کی تعداد بھی بڑھائی جائے یہ میری گزارشات تعلیم کے متعلق ہیں مجھے امید ہے حکومت ان پر توجہ دے گی اور تعلیم کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے گی۔

صحت کی مد میں اس بجٹ میں پانچ کروڑ تیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن نصیر آباد کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا وہاں پر پٹ فیڈر کا ایک نیا علاقہ آباد ہو رہا ہے وہاں پر ڈپنسریاں کم ہیں۔ چھوٹے اور غریب مزارعین علاج کے لئے باہر نہیں جاسکتے اور مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے علاج کے لئے دوسرے شہروں میں نہیں جاسکتے ہیں۔ اس وجہ سے علاج معالجے کی سخت تکلیف ہے۔ میری جناب سے گزارش ہے کہ صحت کے شعبے کی طرف توجہ دی جائے اور نصیر آباد کے ہسپتال اور ڈپنسریوں کو توسیع دی جائے۔ اور ان ہسپتالوں میں ضروری سہولیات مہیا کی جائیں۔ جناب والا وہاں پر بیاد (BIAD) کی اسکیمیں ہیں۔ ان اسکیمات کے لئے ہمیں باہر سے پینہ ملتا ہے۔ لیکن ان کا کوئی پروگرام نصیر آباد کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے وہاں سیم و تھور کے خاتمے کے لئے کوئی پروگرام بنایا ہے۔ بیاد کے لئے اس بجٹ میں تقریباً دو کروڑ چالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لیکن نصیر آباد کے لئے کوئی اسکیم نہیں رکھی گئی ہے مجھے امید ہے ان تمام معروضات پر جناب توجہ دیں گے۔ میں اس پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

سردار احمد شاہ کھتران۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں جناب وزیر خزانہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے تاریخ بلوچستان میں ایک مثال بھٹ پیش کیا ہے اور میاں سیف اللہ پراچہ صاحب خود بھی ایک بے مثال وزیر ہیں۔ جناب عالی! مرکزی حکومت نے پہلے کی طرح اس دفعہ بھی کافی رقومات فراہم کی ہیں۔ جن کے لئے ہم صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور جناب وزیر اعظم محمد خان جوینجو صاحب کا بھی شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس سال بھی اس صوبے کے لئے بہت بڑی رقم فراہم کی ہے۔ جناب والا! اس بھٹ میں جو خاص چیزیں شامل ہیں اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عوام پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے بلکہ بوجھ کو کم کیا گیا ہے اس بھٹ میں گیس ٹیکس کو کم کیا گیا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کو کم کیا گیا ہے۔ اس پانچ ارب کے عظیم بھٹ میں دو ارب روپے غیر ترقیاتی بھٹ کے لئے رکھے گئے ہیں اس بھٹ میں ستر ہزار ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے رقم فراہم کی گئی ہے جس سے ستر ہزار خاندانوں کو فائدہ حاصل ہو سکے گا اور یہ رقم ان خاندانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام آئے گی۔

غیر ترقیاتی بھٹ ہسپتالوں اسکولوں اور کالجز اور مختلف محکموں کے ساز و سامان پر خرچ آتا ہے۔ اور ان کے منیٹس پر خرچ آتا ہے آپ اس کو غیر ترقیاتی بھٹ مت کہئے جبکہ یہ بھی ترقیاتی بھٹ کا ایک حصہ ہے۔ صوبائی حکومت کو جو اپنے وسائل سے ٹیکس وصول ہوتے ہیں وہ تقریباً سترہ کروڑ روپے ہیں۔ سوئی گیس سے ہمیں دس کروڑ ایک ارب روپے ملے گا۔ مرکز کے ٹیکس سے جو ہمارے صوبے کو ملے گا وہ ساٹھ کروڑ روپے ہو گا اور مجموعی ایک کروڑ اسی لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ یہ تاثر غلط ہے کہ ہمارے اپنے کوئی وسائل نہیں ہیں اور وسائل میں اضافہ نہیں ہوا ہے آپ پندرہ سال پیچھے دیکھیں اس کا مقابلہ آج کے بھٹ سے کریں تو ہمارے وسائل بھی بڑھے ہیں۔

جناب عالی! بجٹ کے گوشواروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت ہمارے صوبے کو خاص گرانٹ دے کر اس کو ترقی کی راہ پر لانا چاہتی ہے اس صوبے کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتی ہے۔ خاص طور پر صدر ضیاء الحق صاحب کے ہیں ساڑھے سات سال کے دور حکومت میں اس صوبے میں بہت ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ ہمارے پسماندہ علاقوں مری بگٹی ایریا اور کھیران کے علاقہ میں بھی ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ آپ دیکھیں سڑکیں بجلی اور بلوچستان میں ہر شعبے میں ترقیاتی کام ہوئے ہیں بلوچستان کے دور دراز علاقے جو پہلے نظر انداز کئے جاتے تھے اب ان میں بہت زیادہ کام ہو رہا ہے جو کہ آنکھوں سے دیکھیں جاسکتے ہیں نہ کہ یہاں صرف بیان کئے جاسکتے ہیں۔ ہم صدر مملکت جناب ضیاء الحق صاحب کے بے حد شکر گزار ہیں۔

جناب والا! ان ترقیاتی کاموں میں ایک حصہ ہمارے سابق گورنر جنرل رحیم الدین صاحب کا بھی ہے۔ انہوں نے بھی اس صوبے کے لئے بہت سے ترقیاتی کام کئے ہیں۔ وہ ہر جگہ موقع پر خود گئے ہیں۔ اور کاموں کو اپنے زیر نگرانی کرایا ہے۔ اور یہاں کاموں کو تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اور ان ترقیاتی کاموں کے لئے رقمات فراہم کی ہیں۔ ہم اس ہاؤس میں پانی بجلی و دیگر ترقیاتی کام سڑکوں کا تو ذکر کرتے۔ لیکن ہم نظر پاکستان کی بات نہیں کرتے ہیں۔ جو بہت فروری ہے۔ جس کے لئے صدر پاکستان بڑی کوشش کر رہے ہیں اور ہمارے ملک میں نظام اسلام نافذ کر رہے ہیں اس کے لئے بہت چیکش کر رہے ہیں۔

جناب والا! نشر و اشاعت کے ادارے بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن اب نشر و اشاعت کے اداروں نے اس کام میں کچھ سستی دکھانی شروع کی ہے۔ میں قومی اور صوبائی حکومت سے استدعا کر دوں گا کہ اس کام پر توجہ دی جائے۔ جو ہم نے زندگی کے ہر شعبے میں ترقیاتی کی ہے مزید ترقی کر سکیں۔ اور اس ترقی کو عوام کو بتائیں۔

جناب والا! ہمارے موجودہ گورنر جناب خوشدل خان آفریدی صاحب نے یہاں پراسن

انتخابات کرا کے سب سے پہلے صوبائی حکومت قائم کی ہے انہوں نے صوبائی اور مرکزی انتخابات نہایت پُر امن کرائے ہیں جو ایک بہت بڑا اعزاز ہے اور ان کے جمہوریت پسند ہونے کی دلیل ہے۔ ان کے علاوہ ہمارے صدر محترم جناب محمد ضیاء الحق صاحب کو اگر مارشل لا جاری رکھنا تھا تو نہ وہ صوبائی اسمبلی کے اور نہ قومی اسمبلی کے انتخابات کراتے یا بعد میں سینٹ کے انتخابات کراتے نہ ہی وہ صوبائی اور مرکزی حکومتیں قائم کرتے اور آج ہم اجلاس میں موجود نہ ہوتے یہاں پر عوامی نمائندے بیٹھے ہیں اور عوام کی باتیں کر رہے ہیں۔ صدر صاحب نے تو واضح کر دیا ہے اگر مارشل لا کی فرودت نہ پڑی تو میں ایک سینٹ بھی مارشل لا جاری نہیں رکھوں گا۔ اس لئے ہم صدر پاکستان کی بات پر یقین رکھنا چاہیے اور یہ معاملہ ان پر چھوڑ دینا چاہیے۔ وہ وقت پر اعلان کریں گے (تسکین دآفرین)

بنک یہاں کے لوگوں کو قرضے بھی مہیا کرے جیسے دوسرے صوبوں میں صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے دیئے جاتے ہیں اس صوبے کے عوام کو بھی اس حساب سے قرضے دیئے جائیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ بھی صنعتی میدان میں آگے آئیں اور بے روزگاری اس صوبے میں ختم ہو۔ اور خوشحالی آئے کیونکہ ہمارے صدر صاحب وزیر اعظم صاحب اور موجودہ حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے اس لئے ہمیں اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔

جناب عالی! بارکھان ایک دور دراز علاقہ ہے اور آج تک نظر انداز ہوتا رہا، ہم حکومت سے استدعا کرتے ہیں جیسے بلوچستان پسماندہ علاقوں کو پراجیکٹ ایریا قرار دیا گیا ہے اس کو بھی پراجیکٹ ایریا قرار دیا جائے۔

بارکھان سے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ بارکھان کی ایک لاکھ آبادی ہے وہاں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے یعنی دو بستوں کا ہسپتال! اس میں صرف دو بستر ہیں نہچہ و بچہ کا کوئی انتظام نہیں ہے ہم گزارش کریں گے کہ وہاں کم از کم ستر بستروں کا ہسپتال قائم کیا جائے جو اس علاقے کی طبی فروریات پوری کر سکیں۔ یعنی لوگوں کو علاج کی سہولت مہیا ہو سکے۔

جناب والا! بارکھان میں آٹھ سال سے ایک انٹرمیڈیٹ کالج قائم ہے یہ ایک

پرائمری سکول کی عمارت میں ہے میری گزارش ہے اس کالج کے لئے موزوں عمارت مہیا کی جائے
 وہاں پر اساتذہ کے لئے رہائش کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اساتذہ کے لئے رہائش کی جگہ مہیا کی جائے
 آج کل یہ تمام عوام کی زبان پر ہے کہ یہاں پر پڑھے لکھے لوگوں کو روزگار نہیں مل رہا ہے
 یہ سچ ہے سہی ایس پی کے کوٹے میں بھی ساٹھ فیصد مرکزی حکومت بچھتی ہے جس کا اب تک
 سلسلہ جاری ہے اور چالیس فیصد کوٹہ بلوچستان کا ہے ہم اپنے اس معزز ایوان کے توسط سے
 جناب وزیر اعظم محمد خان جو نیچو صاحب سے گزارش کریں گے کہ سہی ایس پی کا کوٹہ جو متواتر
 ساٹھ فیصد بلوچستان کو دیا جا رہا ہے اس کو پانچ سال کے لئے معطل کر دیں تاکہ یہاں کے سول
 سروس ترقی کر سکے اور ہمارے بلوچستان کے پی سہی ایس افران کو بھی موقع ملے کہ وہ ترقی
 کر سکیں۔ (تحقین و آفرین)

جناب اسپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ یہاں پر صنعتیں قائم ہو رہی ہیں۔
 صنعتوں کے لئے ڈیرہ مراد جمالی اور رکھی کا علاقہ نہایت موزوں ہے اسے صنعتی علاقہ قرار دیا جائے
 اور ہماری استدعا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ان صنعتوں میں روزگار دیا جائے اگر کوئی صنعت
 یہاں کے لوگوں کو روزگار نہیں دیتی ہے تو حکومت سے استدعا ہے کہ وہ ان سے وہ مراعات
 چین لیں جو اس علاقے کے غریب عوام کے نام سے ان کو دی جاتی ہیں وہ اس سے بھی فائدہ
 اٹھاتے ہیں اور پانچ سال کے ٹیکس میں بھی ان کو چھوٹ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ صوبائی حکومت
 صنعتوں کے قیام پر غور کرے گی اور سنجی سے عمل کرے گی تاکہ یہاں کے لوگوں کو روزگار مل سکے
 بنکوں سے بھی ہماری استدعا ہے کہ وہ دوسرے صوبوں کی طرح یہاں کے لوگوں کو روزگار
 مہیا کرے۔ حکومت سے ہماری پر زور استدعا ہے کہ بچوں کے لئے ہر ہسپتال دیا جائے۔
 جیسا کہ موسیٰ خیل پراجیکٹ ایریا ہے وہاں کام کے لئے کھیتیاں ہیں جو باہمی
 مشورے سے کام کرتی ہیں میری گزارش ہے کہ وہاں کے علاقے کا ایم۔ پی۔ اے بھی اس
 پراجیکٹ ایریا کے لئے جو کھیتیاں ہیں ان کا ممبر ہوتا کہ وہ اپنے علاقے میں صحیح کام کر سکے

ادراں کی راہنمائی کر سکے۔

جناب والا! لیونیز کے متعلق بہت کچا گیا ہے لیونیز کے متعلق میری گزارش یہ ہے جیسے یہ سستی فورس ہے اور عوام کی خدمت کر رہا ہے نہ وہ کپڑے مانگتی ہے نہ جگہ مانگتی ہے نہ ٹرانسپورٹ مانگتی ہے آپ کچھ اس لہجہ میں اس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اب کچھ توجہ دینگے۔ ہے ان کو بھی وہی سہولیات فراہم کی جائیں جو دوسری سیکورٹی فورسز کو ہیں۔ ہمارے علاقے کے ساتھ ہی ڈیرہ غازی خان میں ایک بلونج لیونیز ہے ان کو جو سہولیتیں میسر ہیں وہ ہمارے ان علاقے کے لوگوں کو بھی ملنی چاہیے۔

جناب عالی! ایک محکمہ مائنر اریگیشن کا ہے۔ یہ ہمارے علاقے میں بھی کام شروع کرے جب محکمہ وہاں آئے گا تو اس کو پتہ چلے گا کہ کتنا زیادہ وہاں مستقل پانی فلاح ہو رہا ہے اور وہاں پر لاکھوں ایکڑ زمین جو بالکل ہموار ہے جس کے لئے آپ کو بلیڈ بھی نہیں پھیرنا ہے وہاں اس محکمے کے آفیسر صاحبان آئیں یہ زمینیں دیکھیں اور ان کے لئے اسکیمات بنائیں یہ ہماری گزارش ہے کیونکہ وہ دور دراز علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں نہیں آتے ہمارے موجودہ گورنر صاحب ان علاقوں میں بھی پہنچتے ہیں جہاں پٹواری بھی نہیں جاتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جاتے۔ میری گزارش ہے افسران بلوچستان کی ترقی کے لئے کام کریں نہ صرف بلوچستان کی ترقی کے لئے بلکہ پاکستان کی ترقی کے لئے کام کریں۔

جناب والا! جیسے آپ سب کو معلوم ہے مکران ایک ذور دواز علاقہ ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب ہمارے ممبر صاحبان وہاں دورے پر گئے واپسی پر انہوں نے بتایا ہے کہ مکران ڈویژن میں ایک بھی پختہ ٹرک نہیں ہے۔ وہاں پر پختہ ٹرک بنائی جائیں۔ (تعمیر و آفرین)

بلوچستان کے کئی علاقے ٹرک سے مانے ہوئے ہیں یا کئی کو ملایا جا رہا ہے میری گزارش ہے کہ مکران ڈویژن کو بھی نیشنل گرڈ سے ملایا جائے۔ اگر یہ ناممکن ہے تو اس کے لئے بجلی کا کوئی مستقل بندوبست کیا جائے جیسے کراچی میں ایٹمی پلانٹ لگا کر اس سے بجلی مہیا کی جائے۔ یہ ایک بہت بڑا ڈویژن ہے

یہ ہمارے لئے آدمیوں کی صورت میں بھی اور نقدی کی صورت میں بھی زر مبادلہ مہیا کرتا ہے۔ آپ بچیں
 گڈانی سے لے کر گوادر تک سارے تین سو میل کا ساحل ہے اتنا بڑا ساحل کسی ملک کے پاس نہیں ہے اور
 ہمارے ملک کے پاس اللہ کی رحمت سے ہے جناب والا اس پر توجہ دی جائے۔ آخر میں ہماری
 استدعا ہے کہ بلوچستان کو بھی پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح جہاں بجلی نہیں پہنچی ہے بجلی نیشنل
 گریڈ سے پہنچائی جائے۔ کیونکہ اس زمانے میں بغیر بجلی کی نہ زراعت اور نہ صنعت ترقی کر سکتی ہے
 اور نہ ہی طبی سہولیات میسر ہو سکتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ تمام علاقوں میں بجلی پہنچائی جائے۔
 جن جناب وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے خاص طور پر موجود
 بجٹ پیش کر کے اس منصوبے سے پہچاندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیر انہوں نے
 پسماندہ علاقوں کا خاص خیال بھی رکھا ہے۔ انہوں نے تمام علاقوں کے ایم پی صاحبان سے ان کے
 علاقوں کے لئے اسکیمات مانگی ہیں۔ ممبر صاحبان نے اسکیمات دی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اسکیمات
 اس بجٹ میں شامل ہوں گی۔ اور اگلے مالی سال میں انشاء اللہ کام ہوگا۔ شکریہ

سردار محمد یعقوب خان ناصر در جناب اسپیکر و معزز اراکین! سال انیس سو پچاسی کا
 بجٹ ہمارے سامنے موجود ہے اور ہمیں دعوت دی گئی ہے کہ ہم اس کے مختلف پہلوؤں اور خاص
 خاص خاص نکات پر بحث کریں اگر دیکھا جائے بجٹ کا موضوع بڑا وسیع ہے اگر اس کو
 چند الفاظ میں سمیٹ جائے تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ ایک اچھا اور متوازن بجٹ ہے۔ جس کے بنا
 والے مبارک باد کے مسخ ہوں۔

جناب والا! عوامی حکومت کو آئے ہوئے صرف دو ماہ ہونے ہیں مگر اس کے باوجود
 بجٹ میں عوامی نمائندوں کی تجاویز کو جگہ دے کر بجٹ کو عوامی رنگ دیا گیا ہے۔ اور اس کی تعریف
 نہ کرنا بے انصافی ہوگی۔

جناب اسپیکر! اس مختصر تبصرے کے بعد میں کچھ حقائق کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ ہمارے بجٹ میں غور و فکر کے کئی پہلو ہیں۔ ان کو غور سے پڑھنے کے بعد کئی لحاظ سے اپنی پیمانہ گی کا احساس ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہماری کل آمدنی ایک سو ترانوے کروڑ روپے ہے جس میں ہمارے بلوچستان کی خالصتاً آمدنی جو اپنے ٹیکسوں سے ہے ساڑھے سترہ کروڑ روپے ہے باقی ماندہ آمدنی کا زیادہ حصہ ایکسائز ڈیوٹی اور سوئی گیس کی رائٹی سے ہے جب ہم یہ سنتے ہیں کہ مستقبل قریب میں گیس کے ذخائر ختم ہونے والے ہیں تو ہمیں اپنا مستقل تابناک نظر نہیں آتا۔

میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ تجویز رکھتا ہوں کہ منتخب حکومت کو ایسی حکمت عملی تیار کرنی چاہیے جسکے ذریعے ہم اپنے وسائل کو بروئے کار لاکر اقتصادی خود کفالت حاصل کر سکیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم کب تک دست سوال دراز کرتے رہیں گے۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو اپنے وسائل سے نوازا ہے کہ نہ صرف وہ اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے بلکہ کئی شعبوں میں باقی ملک کی بھی خدمت کر سکتا ہے۔

جناب والا! سب لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ دنیا اس وقت توانائی کے شدید بحران سے درچار ہے پاکستان جیسا غریب ملک اس بحران کی خاص طور پر زد میں ہے اور اس صورت میں جبکہ گیس کے ذخائر ختم ہو رہے ہیں ہمیں توانائی کے نئے ذرائع کی شدید ضرورت ہے اور وہ ذریعہ صرف اور صرف کوئلہ ہو سکتا ہے جو ہمارے ملک کے کئی حصوں میں یا فر مقدار میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں بلوچستان کی مددنیات یعنی کوئلہ کو صنعتی مقاصد کے لئے استعمال کر کے خاص آمدنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ نیز کوئلے سے مختلف مقامات پر پاور ہاؤس بنا کر بجلی حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب اسپیکر! اب جبکہ دریاؤں میں پانی کی کمی نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور اس کی وجہ سے بجلی کی پیداوار کم ہو گئی ہے۔ اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مستقبل میں بجلی کوئلے سے پیدا کی جائے اگر ہم نے توانائی کے متبادل ذرائع تلاش نہ کئے تو ہم ناقابل حل مشکلات میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو انتہائی اہم تحفظ دیا یعنی یہاں کے تین سو پچاس میل سمندر میں جو بھلے اور جینگا پایا جاتا ہے اس کی ڈیمانڈ پوری دنیا میں پائی جاتی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم نے اپنی فشریز کو صحیح معنوں میں ڈولپ نہیں کیا ہے اور اسے سائنس خطوط پر استوار نہیں کیا ہے اور اگر اگر ایسا کیا جاتا تو ہمیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم بلوچستان کا بڑا خرچہ فشریز سے پورا کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میں قائد ایوان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ سابقہ بجٹوں میں بلوچستان کو فشریز سے بیالیس کروڑ روپے کی آمدنی ہوتی تھی جبکہ اس موجودہ بجٹ میں فشریز کی آمدنی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جناب والا! ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو کئی قسم کے موسموں سے نوازا ہے۔

ہمارا شمالی علاقہ کوٹھڑو ٹیرن پر مشتمل ہے جو پھلوں کی پیداوار میں ساری دنیا میں مشہور ہے یہاں وہ تمام پھل موجود ہیں اور اچھے معیار میں ہیں جو دنیا کے سرد علاقوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن بعد احترام بھوں گا کہ پھلوں کی پیداوار کو سائنسی بنیادوں پر بڑھانے، اس کی انٹرنیشنل مارکیٹ پیدا کرنے اور زمینداروں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے اب تک کوئی ٹھوس اقدام نہیں کئے گئے۔ میری تجویز ہے کہ فروٹ فارمنگ کے لئے ایک منسوبہ بنایا جائے جس کے لئے علیحدہ فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ پھلوں کی پیداوار میں اضافہ ہو اور صوبے کو اس سے معقول آمدنی حاصل ہو سکتی ہے۔

جناب اسپیکر! اب میں بجٹ تجاویز کی طرف آتا ہوں

جناب والا! روان مالی سال کا بجٹ ایک دل خوش کن بجٹ چار ارب اسی کروڑ روپے ایک بہت بڑی رقم ہے، لیکن بلوچستان جیسے وسیع و عریض صوبے کے لئے یہ رقم بڑی نہیں پھر بھی ہم مرکزی حکومت کے مشکور ہیں کہ جنہوں نے ہمارے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ فراہم کیا ہے جہاں تک دو سو چونسٹھ کروڑ کے غیر ترقیاتی اخراجات کا تعلق ہے اگر دیکھا جائے تو اس میں سے ایک ارب تیس کروڑ روپے ترقیاتی کام پر ہی خرچ ہو رہے ہیں۔ جہاں تک ترقیاتی بجٹ کا تعلق ہے اس میں اکیانوے کروڑ روپے کی رقم اس لحاظ سے مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اس بجٹ کے سپورٹ میں اس سے بڑی رقم سوا

۲۳
 ارب روپے خصوصی ترقیاتی پروگرام اور غیر ترقیاتی پروگرام کے لئے رکھی گئی ہے
 جناب والا! بلٹا پیر سالانہ ترقیاتی پروگرام اور غیر ترقیاتی پروگرام میں عدم توازن
 نظر آتا ہے لیکن سبیشنل پروگرام کے ساتھ دونوں میں توازن قائم ہو جاتا ہے۔ پھر بھی
 اگر ترقیاتی بجٹ غیر ترقیاتی بجٹ سے زیادہ ہوتا تو ہمیں خوشی ہوتی۔

جناب والا! ایک اہم بات ہمارے بجٹ کا سٹرکچر اور روپے کا خسارہ ہے اور کیا
 کیا ہے کہ یہ خسارہ وفاقی حکومت پورا کرے گی لیکن اس کے ساتھ ہی صوبائی حکومت اپنے بجٹ
 میں ساڑھے تھوڑے سو لاکھ الٹیگی کی صورت میں دیر چاہے وفاقی حکومت کو۔ گویا حقیقت میں بلوچستان کو
 وفاقی حکومت سے محض تیسرہ کروڑ روپے مل رہے ہیں۔ میری اس معزینہ
 ایوان سے گزارش ہے کہ وفاقی حکومت اس سود کی رقم کو گرانٹ میں تبدیلی
 کر دے۔

جناب والا! اب میں ترجیحات کی طرف آتا ہوں۔

تعلیم کو ان ترجیحات میں سرفہرست رکھ کر دانشمندی کا ثبوت دیا گیا ہے کیونکہ تعلیم
 کے بغیر صوبے کی ترقی ناممکن ہے لیکن اس کے ساتھ منسوبے بندی کی سخت ضرورت
 ہے کہ ہمارے پاس تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے
 اگر مزید پڑھے لکھے لوگ آجائیں تو ان کے لئے روزگار کے ذرائع پیدا کرنا ہوں گے۔
 ہمارے ہاں تین اہم تعلیمی ادارے ہیں بولان میڈیکل کالج انجینئرنگ کالج خضدار
 اور کمیڈٹ کالج ستونگ۔ ان کی تکمیل جلد از جلد اس لئے ضروری ہے کہ ملک کے تمام فنی
 کالجوں نے ہمارے طلباء کو داخلہ دینے سے انکار کیا ہے اس کے ساتھ زرعی کالج
 کی شدید ضرورت ہے

جناب اسپیکر! جہاں تک صحت کے شعبہ کا تعلق ہے میرے خیال میں میرے
 سب ساتھی مجھ سے اتفاق کریں گے کہ بلوچستان میں یہ شعبہ مثالی نہیں ہے باقی صوبہ
 تو اپنی جگہ خود صوبائی دارالحکومت میں بھی ہسپتالوں کی حالت زیادہ اچھی نہیں ہے حتیٰ

کہ ہمارے صوبائی ہسپتال جیسے سڈمین پبلک ہسپتال کہتے ہیں میں بھی جدید ساز و سامان کی کمی ہے۔ اگر کچھ موجود ہے تو ان کو چلانے کے لئے ماہرین موجود نہیں۔ میری تجویز ہے کہ کوئٹہ میں ایک سکیورٹی مشین نصب کی جائے تاکہ بیماریوں کی صحیح تشخیص ہو سکے۔ نیز وہاں صفائی اور بیماریوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

جناب والا! جہانک موصلات کا تعلق ہے، تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ جو بھی سڑک بنائی جائے اس کا معیار اچھا ہونا چاہیے کیونکہ اب جو سڑکیں بنتی ہیں وہ ایک ہی بارش کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں پورا سال ان کی مرمت کا کام جاری رہتا ہے اور اصل لاگت سے مرمت کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔

جناب والا! پانی کے موضوع پر بولتے ہوئے یہ کہوں گا کہ بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ یہی ہے دور دراز علاقوں میں عوام کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں جب لوگ چاند کی بات کرتے ہیں اور دنیا اپنے عروج تک پہنچ چکی ہے ہمارے لوگوں کو پانی میسر نہیں۔ جناب والا! بلکہ میں یہ بکتا ہوں اگر یہی حالت برقرار رہی تو مجھے امید ہے کہ کافی عرصہ تک ان کو پانی میسر نہیں ہوگا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ حکومت اس شعبے کو ترجیحات میں اولیت دے تاہم حکومت نے اسے ترجیحات میں جگہ دے کر اچھا کیا ہے میری تجویز ہے کہ مختلف مقامات پر بورنگ کر کے زیر زمین پانی حاصل کیا جائے اور اسے آبپاشی اور آبیاری کے لئے استعمال کیا جائے۔

جناب اسپیکر! ریونیو سبٹ میں پولیس کے لئے بھری رقم رکھی گئی ہے ہم اس پر تنقید نہیں کرتے کیونکہ عوام کو تحفظ دینا حکومت کا فرض ہے اور اس کے انتظامات کرنے چاہئیں۔

میری طرف یہ تجویز ہے کہ لیونیز کو جو بلوچستان کی قدیم اور روایتی فورس ہے، ریگولر کیا جائے اس کے ملازمین کو پولیس کے برابر تنخواہ اور مراعات دی جائیں کیونکہ بلوچستان

کا بیشتر علاقہ ”بی ایریا“ ہے اور وہاں انتظامات اور امن وامان برقرار رکھنا لیونیز کی ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ان کو پولیس کے برابر مراعات دی گئیں تو لیونیز فورس اس سے بھی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے۔

جناب اسپیکر! میں آخر میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری معروضات اور خیالات نہایت توجہ کے ساتھ سُننے میں موجودہ بجٹ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگلا بجٹ منتخب حکومت بنائے لہذا اسے ایک مکمل عوامی بجٹ ہونا چاہیے۔ (قتالیاں)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- اب میر عبد الباقی جمالی بجٹ پراٹھا۔ خیال کریں گے۔
مسٹر فضیلہ عالیانی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا جب تمام اراکین بول چکیں۔ تو کیا وزیر صاحبان
 آخر میں نہیں بولیں گے؟

وزیر اطلاعات :- ہمارے وزیر خزانہ آخر میں اختتامی تقریر فرماتے گے اب اگر میں بجٹ پر بحث کروں تو میرے خیال میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- اگر کوئی وزیر درمیان میں بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں بہر حال وزیر خزانہ صاحب آخر میں اپنی اختتامی تقریر کریں گے۔

وزیر آبپاشی و برقیات میر عبد الباقی جمالی :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی السلام علیکم جناب والا میں آپ کے اور اس ایوان کے توسط سے وزیر اعلیٰ جام میر غلام قادر خان صاحب اور وزیر خزانہ جناب سیف اللہ خان پراچہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اتنے کم وقت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے چونکہ یہ بجٹ ہم سب سے پہلے بن چکا تھا لیکن اس میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ خوش آئند ہیں۔ ایک تہہ پھر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور گورنر

کے لئے آفریدی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر! صدر پاکستان نے جو پرامن انتخابات کرائے ہیں یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج

ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ معزز ایوان میں بجٹ پاس کرنے کا سہرا اپنے سر

لے رہا ہے۔ جناب وائس بجٹ کے بارے میں میرے دوستوں نے بہت سی تقاریر کی ہیں اور اپنی

مفید تجاویز بھی اس ایوان کے توسط سے ہم تک پہنچائیں۔ بجٹ میں بلوچستان کی ضروریات

کو مد نظر رکھا گیا ہے، تعلیم کے شعبے میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ کافی ہے اس سے پہلے تعلیم کی مد میں

اتنی رقم نہیں رکھی گئی کہ ہمارے وزیر تعلیم نیک طبع اور شریفی آدمی ہیں میں ان سے امید کرتا ہوں کہ جو رقم

تعلیم کی شعبے کے لئے رکھی گئی ہے صحیح خرچ کریں گے جس سے تعلیم کے شعبے میں کافی پیش رفت ہوگی۔

جناب والا! اس بجٹ میں میرے محکمہ اریگیشن اور پاور کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے

میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ ہم انشاء اللہ محقول تجاویز اس میں رکھیں گے اس سلسلہ

میں ہمیں اپنے معزز ممبران کا بھی تعاون حاصل ہوگا اور ہماری خدمات بھی ان کے لئے حاضر ہوں گی

آپ لوگوں کی تجاویز ہم کبھی بچھے نہیں رکھیں گے ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے معزز ممبران سے

تجاویز مانگیں تھیں ان تجاویز میں جو مجھ سے متعلق ہوں گی اس میں کوتاہی نہیں کا جائے گی۔ میں

ایک مرتبہ پھر اپنے معزز ممبران کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی تجاویز اور اسکیموں کو اولیت

دیں گے، چونکہ میرا محکمہ اریگیشن اینڈ پاور ہے جس میں کئی اسکیمات ہیں ان پر کام ہو رہا ہے اس

شعبے میں بہت سی رقومات رکھی گئی ہیں۔ اور باہر کے بہت سے ادارے بھی اس شعبے میں کام کر رہے

ہیں یعنی ورلڈ بینک، یونیسف اور کویت فنڈ وغیرہ کے ادارے ہیں مرکزی حکومت نے

ہماری مشکلات کو مد نظر رکھا ہے اور ان اداروں نے ہماری طرف رجوع کیا ہے لہذا ہم مرکز

کے شکر گزار ہیں کہ وہ ہمیں باہر کے اداروں سے بہت سی رقومات دلا رہے ہیں۔ ہمارے اتنے

وسائل کافی نہیں ہیں جتنے کے باہر کے ادارے ہماری مدد کر رہے ہیں۔

آپ نے ضمنی بجٹ پاس کیا ہے۔ میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کی

اگر کوئی تجاویز ہوں گی تو میں اپنے محکمے میں ضرور رکھوں گا اور ہر ممبر کے جائز حکم کی تعمیل کی

جائے گی۔ (تحسین و آفرین)
 جناب والا! دوسرا محکمہ میرے پاس بجلی کا ہے بجلی کا فنڈ ہیں سنٹر سے ملتا ہے جس کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ فنڈز نا کافی ہیں پھر بھی میں اپنے مہران کو یقین دلاتا ہوں کہ بجلی سے متعلق جو بھی تجاویز ہوں گی ان کو خوش آمدید کہا جائے گا اور ان کو اس سال کے بجٹ سے لے کر اس وقت تک شمار کیا جائے گا جب تک ہم ہیں۔ (تحسین و آفرین)

جناب والا! دوسری اہم بات جو میرے محکمے سے تعلق رکھتی ہے وہ محکمہ اطلاعات کی ہے اس دفعہ میں جناب وزیر خزانہ نے تین بوسٹر مہیا کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ پہلا موقع ہے کہ بلوچستان کو ایک سال میں اتنے بوسٹر مہیا کئے جا رہے ہیں۔ ٹیلی وژن ایک ایسا ادارہ ہے جو عوام کو تفریح مہیا کرتا ہے اور عوام کی ترقی و تفریح کے لئے بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں جو کچھ کٹاؤں رکھی گئی ہے وہ قابل تحسین مثال ہے اس بارے میں آپ کو آگاہ کر رہا ہوں انشاء اللہ یہ تین بوسٹر آپ کی تجاویز کے ساتھ لگائے جائیں گے۔ اور اس سے عوام کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب والا! اس کے علاوہ سپورٹس کا محکمہ جو کہ میرے پاس ہے۔ پچھلے سال تو اس کے لئے ہمیں پندرہ لاکھ روپے ملے تھے اس سے پہلے چھ لاکھ روپے ملتے ہیں۔ لیکن اس سال ہمارے وزیر خزانہ نے ہمارے لئے پچاس لاکھ روپے رکھے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ مناسب اور معقول رقم ہے چونکہ انسانی صحت کے لئے سپورٹس نہایت ضروری ہوتی ہیں۔ خاص طور پر طالب علموں کو کھیل میں بہت حصہ لینا چاہیے اور کام کے بعد تفریح کے لئے سپورٹس ضروری ہوتی ہے جب طالب علموں کو تعلیم سے فارغ ہوتے ہیں اگر ان کو سپورٹس کی سہولیات میسر نہ ہوں تو وہ دوسری طرف دھیان دینے لگ جاتے ہیں۔ منشیات کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس میں براؤنڈ کیا گیا ہے وزیر خزانہ کا یہ بھی ایک کارنامہ ہے اور اس ادارے کے فنڈ پندرہ لاکھ سے بڑھا کر پچاس لاکھ کر دیتے ہیں۔ تاکہ طالب علموں اور عوام کو کھیل کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

جناب والا! میں توڑی سی گزارش ان باتوں سے متعلق کروں گا جو میرے دوستوں نے کی ہیں۔
میری یہ کوئی نئی بات پر تنقید نہیں ہے یہ میں صرف ان کو بتانے کے لئے معلومات فراہم کروں گا۔

میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت بلوچستان اور وزیر خزانہ نے ترقیاتی کاموں کے لئے بہت
سی رقمات رکھی ہیں۔ میرے ایک دوست نے فرمایا ہے کہ کمران کو برا جیکٹ ایریا قرار
دیا ہے۔ مگر اس کے لئے رقم باہر سے آرہی ہے۔ بلوچستان کی حکومت اس کے لئے کچھ نہیں
دے رہی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

کمران ڈویژن کو اس وقت پچھتر کروڑ کی اسکیمات دی جا رہی ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے کہ
کمران کو نظر انداز کیا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے علاقے کو زیادہ سے زیادہ
فائدہ دیئے جا رہے ہیں۔

جناب والا! مزید گئے۔ شہر کے چارے ایک معزز ممبر صاحب نے سوئی
گیس کے متعلق کہا تھا۔ میں یہ چھتا ہوں کہ یہ مرکز کا معاملہ ہے اس کا فیصلہ قومی اسمبلی
ہی کرے گی۔ حالانکہ انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے ہم بھی پاکستان کا ایک حصہ ہیں یہ
سوئی گیس تو کیا ہمارا ذرخن بھی پاکستان کے لئے حافر ہے۔ (تعمین دآفرین)

مرکزی حکومت ہماری کافی امداد کر رہی ہے ہمیں مرکز سے بہت کچھ مل رہا ہے
دیگر تمام باتوں کا آخر میں جناب وزیر خزانہ صاحب جواب دیں گے میں تو اس بجٹ کی
دلیلی بھی حمایت کرتا ہوں کہ میں اس کا ایک حصہ ہوں۔ میں تمام معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں
کہ ان کی اسکیمیں ضرور رکھی جائیں گی یہ شبہ کی بات نہیں ہے بلکہ آخر میں جناب وزیر اعلیٰ اور سب
صاحبان کا ایک مرتبہ پھر شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ (شکر یہ)

مستز فضیلہ عالیانی، جناب اسپیکر صاحب و معزز اراکین اسمبلی! بلوچستان کا
بجٹ برائے سال انیس سو پچاسی چھیاسی میرے سامنے جس کو بہت سے اراکین
نے اپنی تقریر میں متوازن اور عوامی بجٹ قرار دیا ہے۔ جناب والا! جیسے کہ میرے بھائی

یعقوب نامرنے فرمایا ہے کہ اگر اسمیں رد و بدل کر دیا جائے تو پھر ہم اسے عوامی بجٹ کہہ سکتے ہیں

جناب اسپیکر! وزیر خزانہ جناب پیراجہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ بلوچستان کا یہ بجٹ بلوچستان اسمبلی کے قیام میں آنے اور صوبائی کابینہ بننے سے پہلے کافی حد تک مکمل ہو چکا تھا لیکن آخر میں ان کی کوشش سے گورنر جناب کے آرڈر اور وزیر اعلیٰ جام صاحب کے تعاون سے انہوں نے عوامی نمائندوں کی چند ایک تجاویز اور اسکیمیں بجٹ میں شامل کروائیں۔ اور یہ بجٹ کے آخری مرحلہ میں ہوا ایک ایسا بجٹ جس کی تشکیں میں عوامی نمائندوں کا عمل دخل کم رہا ہو اسے عوامی بجٹ نہیں کہا جاسکتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک بات کے لئے حکومت بلوچستان اور وزیر خزانہ صاحب مبارک بار کے مسختی ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسمیں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا تاہم پیٹرو لیوم گیس اور بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں اگر کوئی صوبائی ٹیکس لگایا جاتا تو بلوچستان کے غریب عوام سر اٹھانے کے قابل نہ ہوتے لہذا کوئی نئی ٹیکس نہ لگا کر اپنے ان کا کچھ بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔

جناب والا! اس بجٹ میں دیکھا گیا ہے کہ وفاقی حکومت ستر کروڑ روپے کا خسارہ پورا کرے گی لیکن حقائق کچھ اور ہیں جیسا کہ یعقوب ناصر صاحب نے پہلے فرمایا کہ ستر کروڑ روپے سود کی مد میں وفاقی حکومت کو واپس دیا جا رہا ہے اس کے بعد اگر دیکھی جائے تو اس کے نتیجے میں وفاقی حکومت کی امداد صرف اور صرف تیسرہ کروڑ روپے بنتی ہے میں مندرت کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ میں اسی قسم کی چند دیگر مویشگافیاں بھی ہیں۔

جناب والا! بلوچستان کا غریب اور پسماندہ صوبہ غیر ترقیاتی مد میں دو سو پونہ سو کروڑ روپے کا بوجھ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر ممکن ہو تو اس پر نظر ثانی کی

جائے۔ اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس معاشرے کا اہم حصہ اس کی ذمہ داری بلاشبہ زیادہ ہی اس کے لئے خاطر خواہ رقم مختص کی جائے اور جیسا کہ کہا گیا ہے یعنی بائیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن یورپ اس صوبہ کی تقریباً اسی فیصد خدمات سرانجام دیتی ہے اس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کو امداد نہ کیا، وہ مراعات بھی نہیں دی گئیں جن کا ذکر بجٹ میں ہے دیگر سرکاری ملازمین کو دی جائیگا مراعات سے ان کو نہیں نوازا گیا۔

مینٹنس درک کے لئے جو کہا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بیماری کا یہ علاج نہیں نہیں ہو سکتا۔ اسپرین کی ٹکیہ تو مختص وقتی طور پر شاید آرام پہنچا سکتی ہے لیکن یہ مکمل علاج نہیں ہو سکتی۔ کام کا معیار بلند کریں۔ بڑا پیمہ لگا کر جو سڑک یا عمارت تعمیر کی جاتی ہے اس کو کم از کم دس سال کی مدت تک تو فورڈ مینٹیننس کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ لہذا تعمیرات کا معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

جناب اسپیکر! اسے ڈی پی کے سائز کو ملاحظہ فرمائیں تو کیا نوے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ یوں لگتا ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ اگے صرف بلوچستان میں پینتالیس میل پنختہ سڑک ہی بن سکتی ہے۔ یہیں بلوچستان کے علوم کے فلاح و بہبود کے لئے و منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ مثلاً مکران اور ثروپ کی طرح دیگر پسماندہ علاقے ہیں۔ ان علاقوں میں تو ایک ایک اسکیم کے لئے بیس لاکھ سے لے کر چالیس لاکھ روپے کی ضرورت ہے جناب والا! صوبہ کی آمدنی سوئی گیس کی رائٹی اور ایکسائز ڈیوٹی پر مشتمل ہے جو میں سمجھتی ہوں بہت کم ہے اس لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ سوئی گیس کی مد میں جو آمدنی ہے وہ سب بلوچستان کو دیا جائے (تعمیر و آفرین) تاکہ اس کو استعمال میں لاکر بلوچستان کے عوام کو فائدہ دلایا جاسکے اس طریقے سے یہ صوبہ خوشحال ہو سکتا ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

جناب والا! اب میں ترقیاتی بجٹ کی طرف آتی ہوں۔ اس میں جو ترجیحات دی گئی ہیں وہ قابل تعریف ہیں اور اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے بیان میں بھی کہا ہے اور آج دوبارہ یہ کہتی ہوں کہ تعلیم کو اولیت دے کر اپنے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے لئے گورنر بلوچستان، وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر مالیات مبارکباد کے مستحق ہیں تعلیم کی مدد میں رکھے جانے والے اکیاون کروڑ روپے تو یوں محسوس ہوتا کہ ایک بہت بڑی رقم ہے لیکن جب صوبہ کی تعلیمی پسماندگی کے پیش نظر اسکو خرچ کیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ نا کافی ہیں۔ ایک بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتا چاہتی ہوں کہ بجٹ خواہ چار لاکھ کا ہو یا چالیس لاکھ کا ہو لیکن اس کی منصوبہ بندی درست ہونا چاہیے۔ اور اس ملک اس صوبہ کی جو ضروریات ہیں ان کے مطابق منصوبہ بندی صحیح منوں میں ضروری ہے ورنہ یہ رقم صحیح منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کس نہ کسی بحران کا شکار رہتی ہے۔ چنانچہ اس معزز ایوان میں چند تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اگر زیادہ نہیں تو تجربہ کے طور پر ان کو اپنایا جائے ہم ان تجاویز کے مطابق کام کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میرے ایک ساتھی نے بھی فرمایا۔ بلوچستان کی پسماندگی اس صورت دور ہو سکتی ہے جب ہم خواندگی کی شرح بڑھائیں گے۔ ہمارے ہاں مردوں میں بالعموم اور خواتین میں تعلیم کو پھیلانا ہے تب ہی ہم اس صوبے کو ترقی دے سکتے ہیں۔ جب تک ہم موجودہ طریقہ سے گریجویٹیشن اور میٹرکولیشن نوجوانوں کی فوج تیار کرتے رہیں گے جو اپنے والدین اور معاشرے پر بوجھ بنتے رہیں گے۔ ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ صرف اس وقت تعلیمی میدان میں ایک انقلاب لائیں گے جب ایسا ذریعہ تعلیم متعارف کرا میں جس کے نتیجے میں پاکستان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو باہر بھیجیں تو یقین کیجئے کہ ہمارے یہی نوجوانوں ہمارے لئے اسی طرح کا زر مبادلہ کما سکتے ہیں جیسے گلف اسٹیٹس تیل سے زر مبادلہ کا رہے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ سلیس پر غور

کے اس میں حالات کے مطابق تبدیلی لائیں۔ لہذا بجائے اس کے کہ ہم اپنے بچوں پر مختلف مضامین کی کتابوں کا بوجھ ڈالیں ہیں چاہیے کہ بعض سطح پر کسی فیصد کے تناسب سے

یہ اسکول پرائمری تا میٹرک لیول کی سطح تک قائم کریں ان کو ایسے مضامین پڑھائیں تاکہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کو روزگار مہیا ہو سکے۔ بچوں کو جغرافیہ سوکس ہسٹری پڑھانے کی بجائے ہمیں چاہیے کہ ان کو مختلف قسم کے ہنر بھی سکھائیں مثلاً کارٹینٹری، ماہوار کا کام، مینیک کا کام دیشے اور بھی بہت کام ہیں جو ان کو تعلیم کے ساتھ سکھائے جاسکتے ہیں اس طرف توجہ دے کر صوبے کی لوکل فروریات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ بیشک آپ ان کو بنیادی مضامین یعنی اردو حساب سوکس فرور پڑھائیں کیونکہ یہ بنیادی تعلیم کا فروری حصہ ہیں۔ تاکہ اردو انگریزی سوشل ورک وغیرہ سیکھے بنیز بچے جاہل نہ رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے اور پبلٹک پراجیکٹ کے طور پر اسے شروع کیا جائے تو ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ان باتوں کو آج کے جدید سائنس دور میں کوئی بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ جناب والا! کہا جاتا ہے کہ انگریزی کو مضامین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے بلکہ میری تو سفارش ہوگی کہ انگریزی گلاس کو پرائمری سطح سے شروع کیا جائے کیونکہ ہم نے جدید دور میں دنیا کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے اور صرف چند ایک مضامین پڑھ کر ہم اس مقابلے میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جناب والا! ایک اور مسئلہ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ اسلامیات کا مضمون اسکول میں ایک آدھ گھنٹہ پڑھانے سے آپ اپنے بچوں کو صحیح قرآنی متقیم نہیں دے رہے اس لیے کہ پوری طرح اپنے مذہب سے آشنا نہیں ہو سکتے جہاں آپ دیکھنا مضامین کا بوجھ کم کر رہے ہیں۔ یہ کہ ہم محض اسکول اور مسجد اسکول میں صحیح اسلامی تعلیمات کا بندوبست کریں۔ تو میں سمجھتی ہوں۔ کہ یہ بھی اس مسئلہ کو اسانحکمت بننے میں مدد دے گا اور اس کے ساتھ ہمارے بچے اسلام سے طریقے سے صحیح طریقے سے روشناس ہو سکیں گے۔

جناب والا! پچھلے اڑتیس سال سے ہمارے ملک میں بجٹ بن رہا ہے۔ پیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ پلاننگ کا فقدان ہے۔ اس وجہ سے یہ قوم اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔ زیادہ مارکیٹ حاصل کرنا تھا۔ پچھلے اڑتیس سال سے یہ قوم اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔ زیادہ مارکیٹ حاصل نہیں کر سکتی۔ پچھلے اڑتیس سال سے یہ قوم اپنی منزل اندھیرے میں تکتا رہی ہے۔ مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہم ایک سال مزید نامعلوم منزل کی طرف گامزن ہیں۔

جناب والا! ہمیں اپنی منزل مقصود متعین کرنی ہے۔ اسے تلاش کرنا ہے۔ اس کے لیے مزدوری ہے۔ کہ ملک میں استحکام ہو، جمہوریت، کو ذرا ناطے اور جمہوری ادارے مضبوط ہوں۔ اس کے ساتھ ہی۔ جی کہوں گی کہ جمہوریت آزادی ایک باڈی اور قوم کا سربراہ ہے نہ صرف، بلکہ پوری قوم صدر پاکستان جناب ضیاء الحق کی مشورہ سے کام لیں۔ اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے وعدے کے مطابق پہلے لوکل باڈیز کے الیکشن منعقد کرائے اس کے بعد صوبائی اور اس کے بعد قومی سطح پر الیکشن کروا کر جمہوریت بحال کی، اس پر یہ قیام ان کا طرف دیکھ رہی ہے۔ کہ اس ملک سے مارشل لا کو ہٹا، اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کو مہمانی سلیم بجٹی سے عزتیں کر دیں گی کہ اگر ان کی تفریک ضابطہ کے مطابق ہوتی ہو تو یہ ایران مزدوران کی تائید کرتا۔ چونکہ وہ ضابطہ کے مطابق نہیں تھی لہذا مسترد ہو گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ بڑھ چستان کا کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا۔

کہ مارشل لا مزید جاری ہے (تایاں) جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں اپنی ایک مستقل منزل متعین کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اس ملک اور قوم کو افزائش اور بدامنی سے بھی بچانا ہے اس ملک میں بہت سے ایسے ملک دشمن عناصر ہیں جو اس میں افزائش اور بدامنی پھیلا نا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے چاروں طرف دیکھنا چاہیے اور صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے آپ کے ملک میں چار ایسے اجزاء ہیں جنہیں آپ نظر انداز نہیں کر سکتے جن میں افواج پاکستان، پورہ لگیا وہ نمائندے جنہوں نے ۱۹۷۳ء کے آئین پر دستخط کیے اور چوتھے آپ سب سے معنی موجود، نمائندے جو عوام کو وعدہ دے کر آئیں ہیں کہ ہمیں جمہوریت بحال کرنی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام کو بھی نظر انداز نہیں کرتا یہ عوام افواج پاکستان کی ہمیشہ سے عزت کرتی رہی ہے ہم

اذاں سے اس وقت مدد خانہ طرز پر لینے ہیں جب کوئی بھی سول حکومت امن وامان قائم رکھنے سے قاصر ہو جاتی ہے اس کے علاوہ عوامی بیوروکریسی یا انفر شاپی کا بھی اس ملک میں اتنی سال سے اثر رہا ہے ان پر بھی اس ملک کی ذمہ داریاں ہیں انہوں نے بھی اس ملک کی انتظامیہ کو جلا بے ہم نہیں بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جس ان کی بھی رائے لینا ہے۔ ہمیں ان گائیڈنس اور مشوروں کی ہمیشہ فزدرت پڑے گی۔ اس کے علاوہ وہ منتخب نمائندہ نے جنہوں نے ۱۶۷۳ء کے آئین پر دستخط کئے تھے آفر وہ بھی تو کچھ دزن رکھتے تھے۔ تب ہی تو وہ منتخب ہو کر آئے۔ آپ انہیں نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں دوسرے آپ کے موجودہ نمائندہ جو عوام کو مدد دے کر آئے ہیں کہ وہ عوام کی غلام و جہود کے لیے کام کریں گے۔ اور جمہوریت لائیں گے لہذا میں یہ کہنا اس باڈس میں ضروری سمجھتی ہوں کہ یہ چاروں گروپ مشترکہ لائحہ عمل بنائیں اور اس پر عمل کریں۔ تو یہ بہت مناسب ہو گا اس طرح ملک سے ماٹشل بنادیں۔ اور سیاسی پارٹیوں کو تبدیل کریں۔ جس میں اس ملک میں انفر اتفری نہ پھیلے۔ لہذا یہ میری درخواست ہوئی کہ اس پر غور و خوض کریں۔

جناب دالا! ایک اور اہم شعبہ جس پر اس پری کی صاحب نے بھی بات کی ہے کہ ہمارے اکثر نمبر ان صاحبان نے اپنی بحث تقریر میں کہیں خواتین کے بارے میں کوئی بات نہیں کی حالانکہ جب دوسرے لئے کا وقت آتا ہے تو یہی خواتین کے زیادہ دوٹ دیتی ہیں اور انہیں کامیاب بناتی ہیں لیکن یہ بات انہوں کے ساتھ کہنا بڑی سہی ہے کہ تین چار روز سے بحث عام بحث ہو رہی ہے جبکہ خواتین کی اکثریت پچاس فیصد ہے ان کی ترقی کے لئے کسی نے بات نہیں کی۔ جناب دالا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بحث میں جو نزمات مختص کی گئی ہیں وہ کسی قدر اطمینان بخش ہیں جہاں تک تعلیمی پارٹیوں کا تعلق ہے تو اس میں آپ نے ایک انقلاب لانا ہے۔ ایک تبدیلی لانا ہے۔ اس طرح یہاں کی خواتین کی ترقی اور تعلیم میں آپ کو ایک انقلاب لانا ہو گا۔ اگر آپ خواتین کو جن کی آبادی پچاس فیصد ہے نظر انداز کرتے ہیں تو آپ کو وہ خاطر شاخ حاصل نہیں ہونگے۔ وہ مارکیٹ حاصل نہیں ہونگے جن کی طرف ہم دیکھ رہے ہیں۔

جناب دالا! کہہ میں ایک گز کا لچ ہے حکومت کو چاہیے کہ یہاں مزید ایک اور گز کا لچ بنایا جائے۔ جو ان کس کا لچ بنایا جائے۔ باپھر بولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ بنائیں جو خواتین کے لئے مفید

جو۔ اس طرح عمران ڈویژن میں بھی ہیں ایک گریڈ کارپوریٹن کی ضرورت ہے۔ وہاں کسی بھی میڈیکوٹری میں کارپوریٹن بنا جا سکتا ہے۔ ہمیں کوئی حصہ نہیں دیا جاتا ہے تو کم از کم ہمارے دو مین سیکل کو فروغ دینا چاہئے۔ جہاں ایک ایس گریڈ کی پوسٹ خالی ہے اگر اسے شہتر کر کے پڑا جائے تو ہمارے دو مین سیکل کو کچھ نہ کچھ تقویت ملے گی۔ اور اسے وہ اختیارات دینے چاہئیں درنہ پھران کے ساتھ نام اضافی ہوگی۔

اس کے علاوہ میرے کمران کے ساتھ بہت کچھ بول چکے ہیں اور یہ سمجھتی ہوں جیسا کہ میرے بھائیوں نے نہ صرف غفور صاحب بلکہ ناصر صاحب نے بھی فرمایا ہے اور وضاحت سے فرمایا ہے کہ ہم کمران کے لوگ گلف اسٹیٹ میں بیسہ کانے کے لئے جاتے ہیں بیٹروں کے سوٹ اور ولایتی گھڑیاں پہنتے ہیں میں اس بارے میں یہ کہوں گی کہ میرا اس ڈویژن سے تعلق بھی ہے میں اسے ترقی دینا اس لئے کہوں گی کہ ان میں شور بہت ہے وہ اپنے شور کو دوسرے آگے بٹھے ہیں۔ لہذا آج وہ علاقہ جہاں سے آپ چلی اور پھیلنے کے ذریعے زرمبارہ کار ہے ہیں۔ آپ یہاں کے ساجل کو ترقی دے کر بہت کچھ کما سکتے ہیں۔ اگلی وہاں سہولیات میاں کی جائیں اور بجلی پہنچائی جائے اور پینے کے پانی کا انتظام کیا جائے۔

کمران میں اسی نوے لاکھ روپے کا ایک ریٹ ہاؤس بنایا گیا جس میں اس وقت ملیشیا کے انفرز کے خاندان رہائش پذیر ہیں۔ آپ یہ بیسہ کس اور میں دے سکتے ہیں تاکہ وہاں کے عوام کی فلاح و بہبود ہو سکے اس کے علاوہ میرے بھائی احمد شاہ کھیران صاحب اور یعقوب ناصر صاحب نے زراعت کی ترقی کے لئے بہت اچھی باتیں کہی ہیں۔ میں بھی ان کی حمایت کرتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ ان کی تجاویز اور باتوں کو دھرائی جائے۔

اس کے علاوہ روزگار سے متعلق باتیں کی گئی ہیں میں بھی یہ عرض کروں گی کہ ہمارے بلوچستان کے پڑھے لکھے کوالیفائیڈ لوگوں کو سروس کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوں اور یہ دیکھا جائے جو لوگ ڈیپوٹیشن پر دوسرے صوبوں سے آئے ہوتے ہیں اب ان کو ان کے صوبوں میں واپس بھیجا جائے جیسے کل ہی ڈیپوٹیشن

صاحب کا آید سوال تھا جو کہ لا سیکورٹی کے متعلق تھا اور سیشن بجے کی تقریر کا سوال تھا اگر ہمارے پاس ان گریڈز کے افسر موجود ہیں تو ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم دیگر صوبوں سے لوگ بلا کر یہاں رکھیں اور تعینات کر دیں۔ بہر حال جو کچھ ہوا اسے حیرت باد کہنا چاہیے اور آئندہ احتیاط کرنی چاہئے۔ باہر سے آدمی نہیں منگوانے چاہئیں اور یہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ یہاں کے عوام میں کوئی بے چینی ہے تو ہم دور کر دیں۔

جناب اسپیکر! آخر میں یہ عرض کروں گی کہ ہماری خدمت اور تعاون موجودہ حکومت کے ساتھ ہے جب کبھی ہماری ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں۔ ہماری تو خواہش اور تمنا ہے کہ ہمارا صوبہ مستحکم رہے۔ یہاں اسلام پھیلے پھولے جمہوریت بحال ہو اور پاکستان مستحکم ہو اور یہاں کے عوام اڑتیس سال سے جو اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں انہیں اپنی منزل متعین کرنی چاہئے (تعمین و آفرین) شکریہ۔

مشرطہ جی اسپیکر۔ میر محمد نصیر مینگل۔

میر محمد نصیر مینگل۔ محترم جناب وزیر اعلیٰ صاحب و وزراء صاحبان اور منزرا کین اسپیکر

آج جو ہم یہاں جمع ہیں یہ اس وعدے کی تکمیل کا نتیجہ ہے جو صدر پاکستان جنرل محمد نسیا والو صاحب نے کیا تھا۔ اور انہوں نے ملک میں پر امن انتخابات کرائے ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ عوامی حکومت قائم کی جائے گی ہم صدر پاکستان کے مندرجہ ذیل اور انہوں نے تمام وعدے مکمل کر دئے ہیں۔ انہوں نے انتخابات بھی نہایت منصفانہ اور غیر جانبدارانہ کرائے ہیں یہ قابل تعین ہیں۔ فریڈ برائن صوبہ بلوچستان ہمیشہ سے پسماندہ سمجھا جاتا رہا ہے یہاں صورت حال اب مختلف ہے۔

جناب دالال! انتخابات پر امن ہوئے ہیں۔ یہاں کے عوام نے شعور کا ثبوت دیا ہے جس کے نتیجے میں سب سے پہلے یہاں سول حکومت قائم ہوئی۔ یہ سہرا بلوچستان کے عوام کے سر ہے۔ اور بلوچستان کے لوگ اس سلسلے میں سب سے سبقت لے گئے ہیں۔

۸۵ - ۱۹۸۶ء کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس وقت زیر غور ہے تمام منزرا کان اس کے متعلق اپنے اظہار خیال کر رہے ہیں۔ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے نہایت

متوازن اور مثالی ہے۔ اس سلسلے میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مختصر عرصے میں جس قدر اور جس احسن طریقے سے مہران کی تجاویز کو مشاغل کیلئے ہم ان کے مشکور ہیں۔

جناب والا! یہ بجٹ جو ہمارے محترم وزیر اعلیٰ جناب غلام قادر صاحب اور محترم گورنر خوش دل خان آفریدی کی سربراہی میں پیش کیا گیا ہے وہ بھی قابلِ تعریف ہے۔ یہ بجٹ پیش کرنے پر محترم وزیر خزانہ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں جناب پیر احمد صاحب اور پونیکر صاحب سے گزارش کر رہا تھا کہ جو بجٹ میں تجاویز پیش کی گئی ہے ان کو وہ مشاغل کے پایہ تکمیل کو پہنچائیں ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے۔ وہ ہماری ان تجاویز اور آراء کو بھی اہمیت دیں گے تاکہ اس ایوان کا دتار مجروح نہ ہو اور ہم غلام سے کئے گئے وعدے پورے کر سکیں۔

جناب والا! یہ ۸۵ - ۸۶ء کا بجٹ جو یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یہ بجٹ بہت اچھا ہے اس میں کوئی ترمیم نہیں لگایا گیا ہے اور اس کے علاوہ گین ٹیکس میں بھی جوٹ دی گئی ہے۔ یہ بہت ہی قابلِ تعریف ہے۔ جناب والا! حدیث نبویؐ ہے غنا وہ ہے جس کا نفس غنی ہے۔ کئی چیز کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس میں تشنگی نہیں ہے یہ غلط ہے۔ یہ بجٹ بھی انسانوں کا بنایا ہوا ہے اور عوامی نمائندوں کا بنایا ہوا ہے یہاں وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے اسے مکمل نہ سمجھا جائے۔ مکمل تو صرف قرآن پاک ہے۔ لہذا آپ اس بجٹ کو بالکل مکمل نہ سمجھیں۔

محترم وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دی گئی ہے۔ تعلیم انسان کے لئے بہت ضروری ہے ہم ان کے مشکور ہیں لیکن تعلیم کے لئے جو کثیر رقومات فراہم کی جا رہی ہیں ان کی تعلیم کے لئے اشد ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ تعلیم کے سلسلے میں مکمل منصوبہ بندی بھی ہونی چاہیے صرف رقومات فراہم کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا ہے۔ میں تعلیم کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں جو پرائمری اور میڈل اسکول قائم کئے جا رہے ہیں ان میں اساتذہ کو رہائش کے لئے بھی انتظام کیا جائے۔ آپ دیہات میں اساتذہ کو کوئی مراعات نہیں دیتے ہیں اس لئے وہ وہاں نہیں جاتے اور اپنے کام میں دلچسپی نہیں لیتے ہیں اور وہ صحیح طریقے سے خدمات سرانجام نہیں دے سکتے ہیں میری عرض ہے کہ جو اساتذہ دیہاتوں میں بھیجے جائیں ان کو خصوصی

مراعات بھی دی جائیں اور خاص الاؤس ملنے چاہئیں تاکہ وہ اپنی خدمات دلچسپی سے کر سکیں۔ ان کے لئے آپ کوئی مراعات دیں تاکہ وہ دیہاتوں میں جا کر اپنا کام کر سکیں۔

جناب والا! اعلیٰ اور فنی تعلیم کی طرف توجہ دینا بہت فروری ہے ہم اس سلسلے میں خود کفیل نہیں ہوئے ہیں۔ ہمیں فنی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ میڈیکل میں ہمارے پاس صرف ایک بولان میڈیکل کالج ہے جہاں سے طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ لیکن صرف ایم بی بی ایس ہی آجکل اہمیت کا نشانہ نہیں ہے لہذا ہماری وزارت تعلیم خصوصی اقدامات کرے کہ جو لوگ وہاں سے فارغ ہوں تو بعد میں وہ ایف آر سی ایس اور ایم آر سی پی کے لئے جا سکیں تاکہ یہاں مقامی طور پر ہمیں اسپیشلسٹ مل سکیں جو خدمات انجام دیں۔

جناب والا! انجینئرنگ کالج خضدار جو ابھی زیر تکمیل ہے، اس کے لئے خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ وہ جلد پائیہ تکمیل کو پہنچ سکے کیونکہ ہمارے طلباء کو باہر کی یونیورسٹیوں نے داخلہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح یہ مسئلہ ایک حد تک حل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں ہمارے طلباء کو زرعی یونیورسٹیوں نے بھی زراعت کے میدان میں تعلیم حاصل کرنے کی خاطر داخلہ دینے سے بھی انکار کیا ہے انہوں نے بھی اعتراض کیا کیا ہے کہ ہم یہاں کے لوگوں کو داخلہ نہیں دیں گے اس لئے ہماری گزارش ہو گی کہ زرعی کالج جلد قائم کیا جائے اور اس طرح مطالبہ کو ترجیحات میں اولیت دی جائے تاکہ تعلیم کے میدان میں ہم خود کفیل ہو سکیں۔

جہاں تک صحت کا تعلق ہے، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیہی علاقوں میں ڈسپنسریوں کے مسائل بھی اس طرح ہیں جیسے دور دراز علاقوں میں پرائمری اسکول کے عملہ کے مسائل ہیں اور حکومت نے جنہیں کم کرنے کے لئے مراعات بھی دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملہ کو بھی جب تک خصوصی مراعات نہیں دی جائیں گی پرائمری اسکول کے عملہ کی طرح ان کے لئے خاص الاؤس نہیں دیا جائیگا اس وقت تک خاطر خواہ فرق نہیں پڑے گا۔ لہذا برائے مہربانی اس سلسلے میں ان کے لئے خصوصی الاؤس کا اعلان کیا جائے اس طرح دیہی علاقہ میں لوگوں کو علاج و معالجہ کی سہولت میسر آ سکے گی۔ نیز وہاں دوائیاں فراہم کی جائیں۔ جس قدر ممکن ہو سکے اہم نوعیت کی فروری ادویات فراہم کی جائیں

جناب اسپیکر بلوچستان میں کرپٹے صوبائی سنڈین سول ہسپتال کو بھی میں تامل
تقریف اور معیاری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ہیں معمولی لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھی کراچی یا
دوسرے صوبوں میں رجوع کرنا پڑتا ہے۔ لہذا وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ صوبائی
سنڈین سول ہسپتال کو اعلیٰ معیار کا رہا دیا جائے تاکہ ہیں چھوٹے ہوں تشخیصات کے
لئے باہر نہ جانا پڑے

جناب والا! زراعت کے بارے میں یہ کہوں گا کہ زراعت کا دار و مدار پانی پر
ہے ہمارے آب و مسائل بہت ہیں لیکن انہیں بروئے کار لانے کا مسئلہ ہے اور غریب عوام حکومت
کی امداد بغیر ان وسائل سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلے میں سب سے اہمیت کی حامل بجلی
ہے تمام علاقوں میں گرڈ کے سسٹم کے تحت بجلی پہنچائی جائے تاکہ لوگ زیر زمین پانی کے فوائد
حاصل کر سکیں لوگوں کو گرگ بورنگ مشینیں سپلائی کی جائیں تاکہ زرعی پیداوار پر خوشگوار اثرات
مرتب ہوں۔ سابقہ گورنر بلوچستان جناب رحیم الدین خان نے پار جنوری ۱۹۸۴ء میں
سوچا راسمی کو خضدار میں اعلان کیا تھا کہ وڈھ زہری اور نالی کے چھ مہینوں میں گرڈ سسٹم
سے منسلک کر دیا جائے گا۔ لیکن سو سال گزرتے کے باوجود وہاں کھسبات تک نہیں لگا۔ کل
جھی میں نے متعلقہ وزیر صاحب سے سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سلسلے میں فروری
فنانس حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے آج دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بارے میں
مرکزی حکومت اور دیگر امدادی ایجنسیوں سے رابطہ قائم کریں اور ترجیحی بنیاد پر وہاں بجلی
پہنچائی جائے تاکہ گورنر نے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ وعدہ پورا ہو سکے۔ جناب
والا ہمارے وسائل اس قدر نہیں ہیں۔ موٹرز اور ٹرانسفارمرز حاصل کر کے کھوپ
کھوڑے جائیں لہذا اس سلسلے میں کویت فنڈ ورلڈ بینک اور دیگر متعلقہ اداروں سے
رابطہ قائم فرمائیں۔

جناب والا! زراعت کھیلے جو زمیندار بجلی لگانا چاہیں تو ان کو بغیر سود کے
قرضہ جات فراہم کریں اور معقول اقساط میں یہ قرضہ وصول کریں لہذا اس امر پر فوری

توجہ درکار ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں متعلقہ اداروں سے رابطہ قائم کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کے ساحل سے متعلق بات کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا کل ساحل گیارہ سو میل ہے جس میں سات سو ستر میل بلوچستان کا ساحل ہے جبکہ صرف تین سو ^{تین} میل سندھ کا کوئٹل ایریا ہے۔ بلوچستان میں سو نیائی، گڈان، اور پورہ یعنی، گوادر اور جیونی کی قدرتی بندرگاہیں موجود ہیں اور سندھ میں تین سو تیس میل کے ایریا میں کراچی اور پورٹ قاسم کی بندرگاہیں ہیں جب یہاں پانچ جگہوں پر بندرگاہیں میسر ہیں تو وفاقی حکومت کو چاہیے کہ ان کی ترقی کے لئے 'بیردنی مالک سے رابطہ قائم کرے تاکہ ملک کی معیشت ترقی کرے۔

جناب والا! بریگیڈ عثمان صاحب نے اپنی کتاب میں تاریخ بلوچستان کا ذکر کرتے ہوئے یہ نصابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ محمد بن قاسم دراصل دیبل (کراچی) کے راستے نہیں بلکہ سو نیائی کے راستے آیا۔ اس تاریخی پس منظر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس وقت وہاں بندرگاہ نہیں تھی اور یہاں تھی لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں ہم اس سہولت سے کیوں محروم ہیں۔ لہذا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور متعلقہ وزیر صاحب کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور بیردنی مالک سے امداد کی فراہمی کی کوشش کرنا چاہئے۔

جناب اسپیکر! مواصلا کا ذکر کرتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ مواصلا ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے ہمارے صوبے میں سڑکوں کا معیار خاطر خواہ نہیں ہے مگر ان ڈویژن رقبہ کے لحاظ سے بہت بڑا ہے جبکہ وہاں سڑکیں نہیں بارش کے دنوں میں تو مہینہ تک ان سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جناب والا! اگر وہاں فوری طور پر پختہ سڑکیں نہیں بنائی جاسکتیں تو کم از کم ہر موسم کے دوران استعمال کے لئے کچی سڑکیں بنائی جائیں تاکہ وقتی طور پر لوگوں کو کاروبار اور آمد و رفت میں رکاوٹوں کا سامنا نہ کرنا پڑے

ٹرکوں کے نقدان کے باعث بارش کے دنوں میں مکران کو راشن کی سپلائی ڈیڑھ دو مہینوں کے لئے منقطع ہو جاتی ہے۔ لہذا ضروری اقدامات کرنے چاہئیں۔

جناب والا! کوئٹہ کراچی آر سی ڈی شاہراہ پر بارشوں کے دوران پل بگڑ گئے ہیں اور بارشوں کے دنوں میں دس دن تک بھی ٹریفک معطل رہتا ہے اس لئے میرا بانی فرما کہ ٹرے برٹے ہیں پل تعمیر کئے جائیں تاکہ لوگوں کو سفر کے دوران صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ شہداد کوٹ۔ خضدار روڈ ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

جناب اسپیکر! اس کے علاوہ جو چوٹی ٹرکیں ہیں اس پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ لون کی معافی کے بارے میں یہ عرض ہے کہ ہمارے اکثر لوگوں نے ٹیوب ویل لگائے ہیں لون کی معافی کی اسکیم پر عمل کیا جائے اس طرح زراعت کی پیداوار کو نقصان سے بچایا جاسکتا ہے، اس سلسلے میں ہماری حکومت کوئی خاص منصوبہ بندی کرے۔ تاکہ جو ہمیں دشواریوں کا سامنا ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

ہمارا علاقہ سیم و عقور کی

وجہ سے متاثر ہو رہا ہے۔ جس کی تقریباً کئی ہزار ایکڑ زمین ناقابل کاشت ہو رہی ہے اگر اس پر کام کیا جائے تو کم سے کم اس کی پانی کی سطح نیچے کا جاسکتی ہے اور وہ زمینیں جو سیم و عقور کی وجہ سے بیکار پڑی ہیں زیر کاشت لائی جاسکتی ہیں۔ اس سلسلے میں فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہاں کے کاشت کار جو متاثر ہو رہے ہیں ان کا کچھ ازالہ ہو جائے۔ جناب والا! جہاں تک موصلات اور ٹیلی فون وغیرہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں

مائیکرو وڈیو کے ذریعہ کراچی پشاور کو براہ راست خضدار ملانے کی تجویز ہے۔ لیکن ہم کئی سالوں سے سن رہے ہیں کہ اس سال چھ مہینے میں پینچ جانے کا اس کیلئے بھی آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ جناب والا! اگر خضدار میں ہیں ٹی وی بوسٹر نہیں دیا جاتا تو

فالمحال مائیکرو دیو کی بحالی سے کم از کم لوگ ٹی وی کی نشریات سے استفادہ حاصل کر لیں۔
 لیونیز کے سلسلے میں ہمارے ساتھیوں نے کافی روشنی ڈالی ہے۔ لہذا میں بھی چاہوں
 گا کہ میں بھی اپنی رائے کا اظہار کروں۔ جناب والا! لیونیز ایک ایسی فورس ہے۔ جو پولیس
 دلفرنیٹر کنسٹیبلری سے کم خدمات انجام نہیں دے رہی ہیں۔ ویسی علاقوں میں لیونیز
 دہی خدمات سرانجام دے رہی ہے جو شہری علاقوں میں پولیس خدمات سرانجام دے
 رہی ہے۔ لیکن انہیں کسی قسم کی وہ مراعات، الاؤنسز اور سہولتیں حاصل نہیں ہیں جو پولیس
 کو حاصل ہیں تو میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ انہیں بھی پولیس اور کنسٹیبلری کے برابر لایا
 جائے انہیں مستقل کیا جائے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کی کارکردگی پُر اچھا اثر پڑے۔
 جناب والا! خضدار میں ۱۹۷۲ء میں سٹیبلٹ ہوئی تھی چونکہ یہ قلات کا ایریا
 ہے۔ خوانین قلات کی جو جائیدادیں تھیں ان میں سے مختلف لوگوں کی خدمات کے صلہ میں
 یا ان کے کارنامے کے سلسلے میں دستاویزات کی صورت میں دی گئی تھیں۔ لیکن ۱۹۸۲ء
 میں دوبارہ سٹیبلٹ ہوئی تو جن لوگوں کی زمینیں تھیں وہ بھی حکومت کے نام لکھ دی
 گئیں۔ ان لوگوں کے پاس خوانین قلات کی طرف سے دستاویزات موجود ہیں لہذا اس
 سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس میں مداخلت کریں اور
 وہ زمینیں اصل مالکان کے نام منتقل کی جائیں۔ اور باقی حکومت کے نام اس سے لوگوں
 کی تکلیف دور ہو جائے گی اور ان کے حقوق محفوظ رہیں گے۔

خضدار بلوچستان کے سٹر میں ہے۔ اس سلسلے میں جناب سے گزارش ہے
 کہ وہاں کے لئے کافی عرصہ سے وعدے کئے جا رہے ہیں۔ یہ حوالہ میں اس لئے دے رہا
 ہوں تاکہ وہاں پر ہوائی اڈہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے۔ تاکہ وہاں کے لوگ مختلف علاقوں
 میں آسانی سے سفر کر سکیں۔ تنقید کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کی جائیں
 تاکہ لوگ آسانی سے دفاتر میں اپنے کام کر سکیں۔

نبی بخش کھوسہ صاحب نے جیسے کہا کہ اسکے لائسنس جاری کرنا چلے ڈی سی اور سی صاحبان کا کام تھا اسے سی صاحبان اجراء کرتے تھے۔ اور ڈی سی صاحبان اس کی توثیق کیا کرتے تھے اب چار پانچ سالوں میں اس میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے موجودہ طریقہ کار سے لوگوں کو تکالیف کا سامنا ہے۔ میرے خیال میں اس طریقہ کار کو سہل بنایا جائے اور ڈی سی کمشنروں کے وہی اختیارات بحال کئے جائیں۔ ڈی سی کے لئے اجراء اور پاکستان یونل پر دست بھی ڈی سی یونل پر ہونی چاہیے۔ تاکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس یا کسی غیر متعلقہ لوگوں کے پاس نہیں جانا چاہیے۔

جناب والا! ۸۶ - ۱۹۸۵ء کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے جب تک اس بجٹ پر عمل درآمد نہیں ہو گا۔ اس وقت تک خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ اس لئے عوام نمائندوں کا اشتراک بھی ضروری ہے لہذا میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ سیشن میں جو تجاویز دی گئیں ہیں اور اس کے علاوہ جو اسے ڈی پی پی میں تجاویز دی گئیں۔ ان کی تکمیل کے لئے ان محکمہ جات کو احکامات جاری کئے جائیں کہ وہ ان تمام تجاویز اور آراء کو پوری اہمیت دیں۔ اور منصوبوں کو باقیہ تکمیل تک پہنچائیں۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ اس بجٹ میں جو پیسے دیئے گئے ہیں ان کا ضیاع نہ ہو۔ اور یہ پیسے بامقصد کام کے لئے استعمال ہوں۔

جناب والا! اس کے علاوہ عوامی نمائندوں کو ضلعی سطح پر اور ڈویژنل سطح پر بھی خاص اہمیت دی جائے اور ان پر اعتماد کیا جائے اور اگر کسی مسئلہ کے سلسلہ میں وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ان کی آرا کو ان کی تجویز کو پوری اہمیت دینی چاہیے۔ اور اس پر عمل درآمد کیا جائے تاکہ معزز ممبران کا وقار مجروح نہ ہو اور وہ اپنے عوام کے لئے کام کر سکیں۔ اور انہوں نے جو ان سے وعدے کئے ہیں انہیں وہ پورا کر سکیں۔ (تالیباں)

اس کے علاوہ یہاں آبپاشی کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مختلف علاقہ جات میں پانی کی قلت ہے۔ یہ بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے سے ہر علاقہ کے لوگ متاثر ہیں۔ وہ لوگ دو دو میل چار چار میل اور دس دس میل سے پینے کا پانی لاتے ہیں۔ بجٹ میں وارڈ سپلائی اسکیمیں دی گئیں ہیں۔ ان میں سے ایسی ^{کئی} توقعات بل عمل نہ ہوں یا جن کے لئے کم از کم بورڈنگ کی جائے۔ ٹیوب دیل لگائے جائیں۔ اور بارشوں والے علاقوں میں ڈیم بنا دیئے جائیں تاکہ پینے کے پانی کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائے۔

آخر میں ڈپٹی اسپیکر صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا اور اس کے ساتھ میں اپنے منرز اراکین کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تقریر کو بہت غور سے سنا (تالیاں) شکر یہ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:۔ میں جناب اسپیکر صاحب کی توجہ ایک خاص مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

ڈپٹی اسپیکر:۔ آپ کو آخر میں موقع دیا جائے گا۔

مسٹر ہمایوں مری جناب والا! میں یہ نہیں جانتا کہ میں کہاں تک اپنی تقریر میں متعلق رہوں گا اور اگر میں کہیں متعلق نہیں رہوں تو آپ مجھے۔۔۔۔۔

میر عبدالغفور بلوچ: (براؤنٹ آف آرڈر) جناب والا! ایوان میں چند جبران آپس میں باتیں کر رہے ہیں

ڈپٹی اسپیکر:۔ میرے خیال میں اسمبلی کی تاریخ میں اتنی ڈیڈ **Dead** خاموشی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی ہو گی۔ کہ کوئی حرکت بھی نہ کرے۔ اور بات بھی یہی ہے۔

جناب اسپیکر! یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے اور
 صداقتاً ہے کہ آج ہم صوبے کے اس منتخب نمائندہ ایوان میں موجود ہیں۔ اس کے
 باوجود جمہوریت ایک مسلسل عمل کا نام ہے اس کا مقصد عوام کی نمائندگی کرنا ہے جمہوریت
 کا مطالبہ عوام کے حقوق کا تحفظ ہے اور دنیا میں جہاں کہیں بھی جائیں جمہوریت کی
 تعریف کی جاتی ہے اور اسے سراہا جاتا ہے یہ ایک سہ امر ہے۔ میں دن کو رات بھروسے
 تو یہ منفی عمل ہے اور اگر میں اسے دن بھروسے مثبت عمل ہر گام۔

جناب والا! جہاں تک اس بچٹ کا تعلق ہے میں یہ فررین سمجھتا ہوں کہ وزیر
 مالیات کا شکر یہ ادا کروں کہ اس تلیل عرصے میں انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش
 کیا ہے۔ میرا حلقہ کوہلو اور میوند ہے۔ اس میں پینے کے پانی کے لئے اور آبپاشی کے لئے
 اسکیمات کی اشد ضرورت ہے اور وہاں پر یہ اسکیمات موجود نہیں اس علاقے کی زمین سیدیں
 اور بارانی ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم وہاں کے لئے زمینی دعویٰ نہ کریں بلکہ کچھ کر کے دکھائیں۔

جناب والا! جہاں تک بجلی کا تعلق ہے ہمارے اس ایوان کے تمام ممبران تائید و حمایت
 کریں گے کہ جہاں کہیں بھی بجلی آتی ہے وہاں مثبت نتائج سامنے آنے لگتے ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں
 کہ میرے حلقے میں بجلی لانا بہت مشکل ہے۔ مگر مشکل تو نہیں البتہ وقت ضرور لگے گا۔ جب تک اس
 علاقے کو نیشنل گرڈ سے نہیں ملایا جاتا وہاں ایک ہزار کے اجریٹر میوند اور کاہان میں لگائے
 جائیں وہاں کی بجلی گریو سارٹین کے لئے بھی نا کافی ہے اس علاقے کی وسعت کی وجہ سے
 عرض کروں گا کہ وہاں بڑا ڈیزل جنریٹر مہیا کیا جائے۔

تعلیم کے متعلق میری گزارش ہے کہ کوہلو میں ایک کالج کھولا جائے۔ ظاہر بات ہے
 جہاں تعلیم آتی ہے وہاں سمجھ بھی آتی ہے۔ انسان کو شور آتا ہے اور وہ اپنے حقوق لینے کے
 قابل ہوتا ہے۔ دنیا میں اب جہاں کہیں بھی جائیں تعلیم کی افادیت مسلم ہے اور اسے مثبت

عمل کہا جائے گا۔ میرے علاقے میں جہاں ہمیں بڑھتی اسکول ہیں وہاں بڑی اسکول بنائے جائیں۔ جہاں بڑی اسکول قائم ہیں وہاں ہائی اسکول قائم کئے جائیں۔ میرے ذہن میں یہ چند تجاویز ہیں آپ ان پر غور فرمائیں۔

جناب والا! میرے علاقے کے لوگوں کا دار مدار لاٹھی سٹاک پر ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ میونسپل اور کالیاں وغیرہ میں ہسپتال قائم کئے جائیں۔ تو وہاں جن لوگوں کا دار مدار جانور پالنے پر ہے ان کو فائدہ ہوگا اور اس کے مثبت نتائج حاصل ہوں گے۔ میں اتنا بڑا مقرر تو نہیں کہ کافی بول سکوں میری ٹوٹی پھوٹی تقریر پر۔

اللہ کے کرداروں بندے ہی مارے مارے پھرتے ہیں

”میں اسی کا بندہ ہوں جسے بندوں سے پیار ہے“ وہ بندہ جو لوگوں کی خدمت کرتا ہے عوام کی خدمت کرتا ہے۔ ہم وہاں ان علاقوں میں جائیں اور وہاں کے مسائل دیکھیں۔ جناب والا جب ایک امیر کا لڑکا اسکول میں اور کیمز میں جائے گا بڑے بڑے اداروں میں جائے گا۔ اس کے برعکس غریب کے بچے کہ وہاں رسائی نہیں ہوتی ہے۔ اگر ہم ان کو بھی سہولیات دیں تو وہ ایک اچھا انسان بن جائے گا۔

بجائے اس کے کہ ہم اسے کہیں کہ وہ ایک جردا ہے کارٹ کا ہے ہم اسے سہولیات کیوں دیں؟ مگر ایک جردا ہے کا بھی تو لڑکا ہے اگر ہم اسے سہولیات دیں تو وہ کل جردا ہا نہیں رہے گا۔ بلکہ ایک اچھا لڑکا اور اچھا نچینر بنے گا۔ اچھے کام کرے گا اور ملک کی ترقی کے لئے مدد و معاون ثابت ہوگا۔ شکریہ۔

مسٹر عہد اللہ خان موسیٰ خیل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی! سال انیس ۸۵ - ۸۶ء بجٹ پر بحث کرنے کے سلسلے میں ملک سے مارشل لا ختم کرنے کا مطالبہ کرنا فروری سمجھتا ہوں۔

میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے فیئر الیکشن کروائے۔ اب اس معزز ایوان میں عوامی نمائندے آچکے ہیں ان کا صحیح نمائندگی اس صورت میں ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ملک پاکستان میں جمہوریت کو استحکام اور ترقی دیں لہذا میں اس معزز ایوان میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا نگہبان اور حامی ہو۔

جناب والا! اب میں چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(۱) ثروث اور لورالائی کے باشندوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک نیا ڈویژن بنایا جائے تاکہ عوام کی مشکلات بہ آسانی حل ہو سکیں۔

(۲) جناب والا! موسے اخیل سب ڈویژن بلوچستان کا سب سے بڑا ڈویژن ہے برائے مہربانی اسے ضلع کا رجبہ دیا جائے۔

(۳) موسے اخیل کونیشنل گورڈ لائن سسٹم سے بلا یا جائے۔ تاکہ وہاں کے غریب عوام کو بجلی کی سہولت مہیا ہو سکے۔

(۴) جناب والا! موسے اخیل سب ڈویژن میں سڑکوں کی حالت نہایت ہی خراب ہے ان کی طرف توجہ دی جائے موجودہ بجٹ میں انیس کروڑ روپے سڑکوں اور عمارات کے لئے مختص کئے گئے ہیں ان کے بہتر استعمال کے لئے اسمبلی کے ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے تاکہ یہ سرمایہ صحیح طریقہ سے خرچ کیا جاسکے۔

(۵) جناب والا! سوئی گیس کی رائٹی اور ایکسائز ڈیوٹی سے آئندہ مالی سال کے دوران ایک سو نو کروڑ روپے کی آمدنی متوقع ہے اور قانون کی رو سے سات فیصد سے زیادہ صوبہ کو ملنی چاہیے۔ لیکن یہ چارج مرکز کے پاس ہے اس رقم کے بارے میں ہمارے رائے ہے کہ یہ صوبہ کو ملنی چاہیے۔

(۶) جناب والا! درگ کو پراجیکٹ ایریا قرار دیا گیا ہے اس کے لئے دو گزشتہ سال پندرہ لاکھ روپے اور اس سال تیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جو ناکافی ہیں لہذا اس رقم کو ایک کروڑ روپے کیا جائے تاکہ صحیح معنوں میں علاقہ کی ترقی ہو سکے۔

(۷) جناب اسپیکر! لورالائی کے زمین داروں کو بجلی سے فائدہ حاصل ہو رہا ہے اس طرف خاص توجہ دیجائے اور لوگوں کو زیادہ بجلی مہیا کی جائے تاکہ وہ اپنی زمینداری صحیح معنوں میں کر سکیں۔

(۸) اسکولوں، بنیادی مرکز صحت میں بجلی کی فراہمی وغیرہ کے لئے مقامات کا تحقیق متعلقہ محکمے خور کرتے ہیں یا لوکل کونسلوں کے ذریعہ کرواتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ آئندہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے۔

(۹) کالجوں میں داخلہ کے لئے سیٹوں کے موجودہ نظام کے تحت بلوچستان کی لوکل آبادی کا حق مارا جاتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ ڈومیسائل سیٹوں کی تقسیم ان کی آبادی کے تناسب سے ہو۔ میں بذات خود یہ وضاحت فروری سمجھتا ہوں کہ کارپوریشن اور خود مختار اداروں وغیرہ میں بلوچستان کے لوکل لوگ باسکل نہیں ہیں۔ حکومت سے یہ کہوں گے کہ ان اداروں میں لوکل ملازمین ذمہ دار عہدوں پر تعینات کئے جائیں۔

جناب اسپیکر! توقع ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے گا اور صوبہ ترقی داراہ پر گائرن ہوگا۔

مشرف ڈپٹی اسپیکر! ملک محمد یوسف پیر علی زئی۔

ملک محمد یوسف پیر علی زئی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی السلام علیکم! آج کی اس تقریر میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر اایات کا مشکور ہوں کہ

انہوں نے چھوٹے سے عرصہ میں ایک مثال بجٹ پیش کیا اور یہ بجٹ تقریباً آٹھ سال کے بعد ایک منتخب ادارہ کے ذریعہ بنا ہے۔ جس کا ہم سب کو مشکور ہونا چاہیے جناب والا! اس بجٹ میں ایک خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے کوئی ڈھوبائی ٹیکس نہیں لگایا بلاشبہ ٹیکس لگانے سے یہاں کے غریب عوام پر بوجھ پڑتا۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ میرے خیال میں پاکستان کا کوئی صوبہ بھی ایسا نہیں ہو گا جہاں ٹیکس نہ لگایا گیا۔ بلکہ صرف بلوچستان ہی ایسا صوبہ ہے جہاں ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

جناب والا! ایک حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس بجٹ میں تعلیم کو اولیت دی گئی ہے آبنوشی اور آبپاشی بھی اگرچہ اولیت کے مستحق ہیں لیکن ترجیحی اولیت تعلیم کو ہے۔ نیز صحت کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم کے لئے مجبوراً رقم رکھی گئی ہے مجھے امید ہے کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر! ایک کام جو کیا گیا ہے وہ یہ کہ پرائیویٹ اسکولوں کو جو فنڈ دیئے گئے ہیں مثلاً تعمیر نو اسکول کو تیس لاکھ روپے کی رقم دی گئی ہے۔ مگر اس اسکول کی فیس روز بروز بڑھانی جا رہی ہے۔ ایک طالب علم کی فیس پچاس روپے ماہوار ہے اور وہاں داخلہ صرف حزب اسلامی کی منشاء پر ہوتا ہے ہر طالب علم کو وہاں داخلہ نہیں ملتا اگر ہم عوامی فنڈ سے ان کو امداد دیتے ہیں تو وہ بھی ایک عوامی اسکول ہونا چاہیے بلکہ کسی پارٹی کا اسکول نہیں ہونا چاہیے۔ برائے مہربانی آپ اس کا نوٹس لیں اس کی تحقیقات کروائیں کہ آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے

میری اگلی گزارش یہ ہے کہ اسکولوں کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے صدر

جنرل محمد فیاض الحق صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام قائم کیا جائے گا ہم بھی ان کی تائید کرتے ہیں ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔

جناب والا! یہاں قانون کے جو ادارے قائم ہیں مثلاً مذہبی ادارے ہیں ان کو فنڈ میں حصہ نہیں دیا گیا۔ دینی مدرسوں کے طلباء ہیں جو بلوچستان کے کونے کونے میں قائم ہیں ان اداروں نے ہی اس ملک میں شریعت کا نفاذ ہے مذہب اسلام اور شریعت کی تعلیم دینا ہے لیکن انہوں نے ان کے لئے کتنا فنڈ رکھا ہے؟ جناب والا اگر نہیں رکھا گیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان مدرسوں کو مناسب فنڈ دیا جائے گا۔

جناب والا! آبنوشی کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ہمارے ملک کا سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔ ہمیں پانی نہیں ملتا آپ کوئٹہ کو دیکھیں جارا پانی مٹی سے بھرا ہوتا ہے لیکن کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا میں اپنے محلہ جھاگل اسٹریٹ وارڈ نمبر دو کی بات کرتا ہوں میں نے گئی بار کھا کہ ہارا پانی مٹی سے بھرا ہوتا ہے۔ ہمیں صاف پانی نہیں مل رہا ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ بلدیات والے سنٹرل حکومت صوبائی حکومت جو فنڈ ان کو دے رہے ہیں اس کیا ہو رہا ہے اس کا کیا حال ہے؟ برائے مہربانی ہماری حکومت اس طرف توجہ دے جناب والا! پشین کرمان چمن وغیرہ کو تو چھوڑیں ہم خود اس کو ٹھیک کر سگے اگر ہم زندہ رہیں گے تو ہمارا علاقہ ترقی کرے گا ورنہ گورنمنٹ تو ان کو ترقی نہیں دے سکتی۔ (رتالیاں)

جناب والا! میں وارڈ نمبر دو رہتا ہوں۔ میں واپڈا کے چیئرمین صاحب جو بجلی فراہم کرتے ہیں سے ملا۔

کو بستہ نہیں ملتا اور افغانستان کے لوگوں کو آسانی سے مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سندھ کے لوگ بھی گرمیوں میں آجاتے ہیں۔ یہ لوگ سردیوں میں نہیں آتے۔ ہمارے مقامی لوگوں کو ہسپتال کے برآمدوں اور گراسی پلاٹ میں انہیں جگہ ملتی ہے آپ کوئٹہ کے مول ہسپتال اور ٹی بی سینٹوریم کو دیکھ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں گے۔ اب رہا بہادر خان سینٹوریم یہ ہسپتال اگرچہ ریلوے کے لئے مخصوص ہے۔ انہوں نے بلوچستان کے لئے صرف تین بیڈ مخصوص کئے ہیں اس وقت سے مخصوص ہیں جب سے یہ ہسپتال بنا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب سے گزارش ہے کہ جبکہ یہ ہسپتال اس صوبے میں واقع ہے تو یہاں کے لوگوں کی سہولت کے لئے بستروں کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ یہاں کے لوگوں کی طبی علاج کرانے کا موقع مل سکے۔ ہمارے دیہاتوں کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگ طبی مراکز تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر ذرائع آمد و رفت کا کچھ ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو مالی بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ان کو اپنے مریض کو طبی مراکز تک لے جانے کے لئے ڈیڑھ دو سو روپے ٹیکسی کرایہ پر لینے کے لئے دینے پڑتے ہیں۔ اور اگر اسی ٹیکسی میں ڈاکٹر کو لاتے ہیں تو ڈاکٹر اپنی فیس سو پچاس روپے لیتا ہے اس طرح ایک مریض کو اپنا طبی معائنہ کرانے کے لئے تین ساڑھے تین سو روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ جبکہ شہروں میں لوگ گھروں میں بیٹھے بیٹھے سو پچاس روپے اگر ڈاکٹر کو فیس دیتے ہیں تو ناراض ہوتے ہیں کہ ڈاکٹر ہم سے اتنی فیس لیتا ہے۔ اس کے لئے اگر دیہات میں ہیلتھ ورل سنٹر اور ڈسپنسریوں کی تعداد بڑھائی جائے تو عوام کو بہت سہولت ہوگی اس کے علاوہ اگر ڈسپنسری میں ایک ہیلتھ انسپکٹر مڈوائف اور ایک کپاؤنڈر ہو تو ان ڈسپنسریوں کے لئے بلڈ پریشر بھی کافی ہے اور خرچ بھی کم ہے۔ ان میں دیہاتوں کے لوگ چھوٹا موٹا علاج آسانی سے کرا سکیں گے اور اگر انہیں کسی بڑے علاج کی ضرورت ہوگی تو وہ کوئٹہ میں یا پھر اپنے اردگرد کے ہیلتھ سنٹر سے رابطہ قائم کریں گے۔ لہذا میں ایک مرتبہ پھر جناب سے گزارش کر دوں گا کہ دیہاتوں میں

ڈپنسریوں کی تعداد بڑھائی جائے۔

جناب والا! آبپاشی کا مسئلہ ہمارے یہاں کا سب سے اہم مسئلہ ہے اس

کا وجہ یہ ہے کہ یہاں کی زمین زرعی لحاظ سے بہت اچھی ہیں اور یہ زمینیں زرعی لحاظ بہت اچھی ہیں اور یہ زمینیں ہزاروں ایکڑ رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ بلوچستان کی زرعی پیداوار کافی ہے مگر ان زمینوں کو پانی نہیں پہنچتا ہے اگر ہماری زمینوں کو پانی پہنچ جائے اور آبپاشی کا نظام بہتر ہو جائے تو یہاں پر زرعی پیداوار میں کافی ترقی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے

کہ زراعت کی آمدنی مکمل ذریعہ حاصل ہوتا ہے اگر آپ کوئی صنعت لگاتے ہیں تو حکومت کو دس لاکھ روپے کا ذریعہ مبادلہ فراہم کرتا ہے اگر صنعت کار دس بیس لاکھ روپے کھائے گا

تو وہ پانچ لاکھ روپے ظاہر کرے گا اگرچہ وہ اپنی آمدنی کا انٹرنیشنل پورا دے یا نہ دے مگر زراعت میں اگر تین لاکھ روپے لگائیں گے تو یہ تین لاکھ روپے حکومت کا ذریعہ مبادلہ ہوگا

اور ملک کے عین منافع میں ہوگا۔ دوسری طرف لوگوں کو روزگار بھی ملے گا۔ اس لئے حکومت سے گزارش ہے کہ وہاں ٹیوب ویل زیادہ سے تعداد میں لگائے۔ جہاں پر پانی میسر

ہے وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ اور جو کاریزات ہیں ان کی صفائی کے لئے مزید رقم دی جائے۔ پانی برساتی کو ڈیم کے ذریعے جمع کیا جائے تاکہ پھر یہی پانی زیر زمین جا کر کاریز

اور ٹیوب ویل کے ذریعے نکالا جائے اور اپنی ضرورت کے لئے استعمال کیا جائے۔ جناب کو علم ہوگا بلوچستان کی زمین ایک جالی کی مانند ہے اگر اوپر سے بارشوں ہوگی برفباری ہوگی

یہ پانی زمین کے اندر چلا جائے گا۔ پھر ہم اسے ٹیوب ویل اور کاریزات کے ذریعے باہر لاکتے ہیں آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ جب خشک سال ہوتی ہے تو ٹیوب ویل اور کاریزات کا پانی

نیچے چلا جاتا ہے اور پھر کاریزات بھی ٹیوب ویل بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا سیدب کا پانی بھی اس ملک سے باہر چلا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر ڈیم

نہیں بنائے گئے ہیں۔ اگر ڈیم کے ذریعے اس سیلاب کے پانی کو روکا جائے۔ جہاں بھی یہ جو صرف کوئٹہ اور پشین کی بات نہیں ہے۔ ہم پورے بلوچستان کی بات کر رہے ہیں۔ ہم حکومت سے یہ گزارش کریں گے کہ جہاں بھی زیادہ بارشیں ہوتی ہیں اور سیلاب آتے ہیں وہاں ڈیم بنائے جائیں۔ ہمارے وزیر اعظم جناب جو نیچو صاحب جب آئے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا ہمارا پروگرام ہے کہ ہم ڈیم بنانے کے لئے آپ کو رقم فراہم کریں اس طرح پشین میں بند خوشدل خان ہے اس کی صفائی کافی عرصے سے نہیں ہوئی ہے۔ جام صاحب نے پشین کے پچھلے دورے میں اس کا معائنہ کیا ہے وہاں پر اتنا پانی جمع ہوتا ہے کہ اس پانی سے نصف پشین کا علاقہ زرعی طور پر آباد ہو سکتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ کارنیٹ کی موت کی جلتے۔ ڈیم بنائیں اور بند خوشدل خان کی صفائی کریں۔ اور آبپاشی کے لئے زمینداروں کو ٹیوب ویل مہیا کئے جائے۔

جناب والا! ایک اور مسئلہ معاملات کا ہے اگر آپ نئی سڑک بنائیں گے تو کافی خرچہ آئے گا۔ ہماری بلوچستان کی حکومت کے ہتے وسائل بھی نہیں ہیں۔ اس طرح اگر ہم تمام سڑکوں پر توجہ دیں تو بھر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم صحت تعلیم اور زراعت کے شعبوں پر توجہ دے سکیں۔ اس کے لئے ہمارے کوئٹہ ڈویژن کی سڑکیں جو خراب ہوئی ہیں ان کے بارے میں کبھی مرتبہ حکومت کے نوٹس میں لایا تھا اور کہا تھا کہ اس پر حکومت کی گاڑیاں چلتی ہیں ان سڑکوں پر ہیوی ٹریفک مہاجرین کی ہے مہاجرین کیلئے یہاں علیحدہ فڈرز ہیں۔ انہیں بھی خرچ کیا جائے اور ملک میں مہاجرین کی اتنی تعداد نہیں ہے میں نے کئی صاحب سے بھی گزارش کی ہے کہ یہاں پر مہاجرین انسانی ہمدردی کی وجہ سے ہیں۔ مہاجر صرف کوئٹہ ڈویژن اور بلوچستان میں ہیں کسی اور صوبے میں نہیں ہیں۔ مہاجروں کے فڈرز سے سڑکوں اور ٹرانسپورٹ کے لئے رقومات فراہم

کی جائیں۔ ٹرانسپورٹ آپ کو باقاعدہ روڈ ٹیکس دے رہے ہیں، روڈ ٹیکس کا مقصد سڑکوں پر گاڑیوں کی چلنے کی فیس ہے اسی رقم سے پھر حکومت سڑکیں بناتی ہے مگر ان پر مہاجرین کی ہیوی گاڑیاں چلتی ہیں۔ اور ان پر کوئی روڈ ٹیکس نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ مہاجرین کے فنڈز سے کچھ رقمات نکال کر سڑکوں کے لئے رکھی جائیں۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے وہ ہمارے بھائی ہیں۔

میں نے پہلے ہی وزیر اعلیٰ سے گزارش کی تھی اب بھی عرض کرتا ہوں کہ ڈیڑھ ڈیڑھ کی آبادی تقریباً سترہ لاکھ پر مشتمل ہے اور مہاجرین کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے اس طرح کوئٹہ ڈیڑھ کی آبادی ستائیس لاکھ کے قریب بن جاتی ہے۔ آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے جیسا کہ آپ کو پتہ ہے ہمارے انتظامی معاملات بہت خراب ہو گئے ہیں۔ جام صاحب کو علم ہے آئے دن قتل ہو رہے ہیں۔ ڈکیتیاں ہوتی ہیں تمام قتلے مہاجروں کی دہشتی ہیں وہ گاڑیاں اغوا کرتے ہیں جانے آگے میرے اپنے گاؤں کا ایک آدمی شاہین خان اس کی ڈاکٹرن کو مہاجروں نے کرائے پر لیا جب وہ غزہ بند سے آگے گئے تو انہوں نے اس کو قتل کیا۔ اس کے ہاتھ توڑے بازو کاٹے اور اس پر نشانی رکھ کر آگ لگا دی اس کے بعد وہ اس کی ڈاکٹرن لے گئے اور لاش پھینک دی۔ اس کو لاوارث مہاجر سمجھ کر دفن کر دیا گیا۔ یورپ والوں نے یہ سمجھا کہ یہ کوئی نامعلوم مہاجر ہے۔ چلو اس کو دفن کر دو یہ گلستان یورپ والوں نے کیا ہے۔ ہمارا آدمی ہمیں جب دو تین روز سے نہیں ملا۔ ہم نے دریافت کیا۔ آخر کہاں ہو گا۔ پھر کسی آدمی نے نشاندہی کی کہ اس کی ڈاکٹرن کوئی اور شخص چلا رہا تھا وہ خود تو نہیں تھا کوئی اور ڈرائیور چلا رہا تھا۔ ہم نے بہت تفتیش کی۔ اور اس بارے میں بہت پتہ کیا۔ تو پھر پتہ چل گیا کہ لاش یورپ والوں نے دفن کر دی ہے۔ یورپ اس کو زمین سے نکالا۔ صرف اس کی معمولی سی شناخت ہو سکتی تھی۔ نہ اس کے بازو تھے نہ اس کی ٹانگیں تھیں۔ اور نہ اس کے دوسرے اعضا پہچانے جاسکتے تھے۔ اس ڈاکٹرن کے پیچھے

ہمارے آدمی گئے ڈائٹن کو پولیس والوں نے روکا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ جس کی مدد کرتا ہے اور جیسے رکھتا ہے اسے کوئی چیز خراب نہیں کر سکتی ہے۔ وَتَعْنُ مَنْ تَشَاءُ وَتُنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ڈوب کی طرف ٹریفک چیکنگ ہو رہی تھی۔ جب انہوں نے اس ڈائٹن کو روکا۔ تو اس کو بھگانے کی کوشش کی گئی۔ ٹریفک والے اس کے پیچھے گئے انہوں نے گاڑی پکڑ لی۔ انہوں نے کہا بھائی کاغذات وغیرہ دکھاؤ۔ پولیس والوں کو شک پڑ گیا کہ یہ معاملہ کچھ خراب ہے اور ان کو جانے نہیں دیا گیا ان کو کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ تم نہیں جا سکتے۔ پولیس والوں نے ان تین آدمیوں کو گورنمنٹ کے حوالے کر دیا۔ ان سے پوچھ گچھ ہو رہی تھی۔ ہمارے آدمی بھی وہاں پہنچ گئے۔ بعد میں اس واقعہ کی اطلاع پشین میں دی گئی کہ ایک ایسی پک اپ پکڑی گئی ہے اور اس کے ساتھ تین آدمی بھی ہیں۔ جب ہمارے آدمی بھی وہاں پہنچ گئے تو انہوں نے پک اپ اور تین آدمیوں کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ پک اپ بھی وہی تھی اور تین آدمی بھی وہی تھے۔ یہ تین آدمی ہاجر تھے اور اچکنی ٹریٹیڈ کے تھے۔ مارا کس کو؟ اچکنی کو۔ یہ واقعات تو روانہ پشین میں بند خوشدل خان میں اور چمن میں ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر! اپنے چمن میں حالی ہی دیکھا ہوگا تین پولیس والے آدمیوں کو چمن میں مارا گیا ہے۔ ایسے واقعات ہر روز جنگل پیر علی زئی کے کیمپ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ مجھے یہ ہے یہ علاقے ہمارے آس پاس ہیں ہمارا اپنی ذاتی زمین جنگل پیر علی زئی میں ہے۔ اور ہم نے سولہ سو دس ایکڑ زمین صرف انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کو دی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری اس کے ساتھ چار ہزار ایکڑ زمین ہے جو ہم آج تک کاشت نہیں کر سکے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ ہم جو چیز کاشت کرتے ہیں اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی ہے۔

لہذا میری جناب جام صاحب سے گزارش ہے کہ ان انتظامی حالات کی وجہ سے وہاں خود بخواری پیش آرہی ہیں اس پر قابو پائیں آپ مہلانی کر کے لیویز کی تعداد بڑھائیں

آپ کی وہی چالیس سال پہلے والی بیستیس سال پہلے والی لیویز ہے وہ چار ہزار پانچ پانچ کھٹریوں

میں خوار و زار پھرتے ہیں۔ آپ یونیورسٹی کی نئی بھرتی کریں، اس کی تعداد بڑھا اور ان کو صحیح ٹریننگ دیں نیا اسٹوڈنٹس جیپس اور نئے ڈائریسیں سیٹ دیں جیسا کہ پولیس کو مہیا ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھیں۔ اب حالیہ ایک ایئرنگین واقعہ چین سے تین چار فرسٹنگ پر ہوا تھا اور اس واقعہ میں آدمی شام تک وہاں رہے کیونکہ ان کے پاس اطلاع دینے کے لیے کوئی ذمہ داری نہیں تھا کہ وہ اپنے اسٹیشن کو اطلاع دے سکیں۔ جبکہ پولیس والوں کے جبکہ پولیس والوں کے ساتھ تمام لوازمات ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ پولیس والے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ مگر آپ یونیورسٹی والوں کو بھی یہ تمام مراعات دیں۔ آپ ان کی نئی بھرتی کریں ان کی تعداد بڑھائیں۔ ان کی تنخواہیں بڑھائیں اور ان کو تمام جدید سہولیات دیں۔ تاکہ وہ موثر کنٹرول بھی کر سکیں۔ یہ میری جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش تھی۔ یہ ہمارے لیے نہایت پریشانی کن مسئلہ ہے اس طرف سے بھی اپنی اور اس طرف سے بھی اپنی ٹرائیڈ ہیں۔ خصوصاً ضلع پشین میں تو اچکنی ٹرائیڈ گولی کے سامنے ہے۔

جناب والا! میری وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ پشین کے مسائل کی طرف توجہ دے۔ اب وہاں پر آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے پریشان کن مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اس طرف توجہ دیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ پشین کا ضلع گولی کے سامنے ہے اس لیے ہمارے لیے بہت مشکلات ہیں۔ کوئٹہ ڈویژن میں مہاجرین کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر ممکن ہو تو انہیں دوسرے علاقوں میں منتقل کیا جائے اور اس میں کوئی عرصہ بھی نہیں ہے۔ یہاں تعداد کم ہوگی اور انتظامی مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔ ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا تاکہ ان کا ایک دوسرے سے رابطہ نہ رہے یہ مختلف علاقوں میں کیپ بنا کر ان کے اندر رہیں۔ وہ یہاں کاروبار کر رہے ہیں۔ ایک مہاجر نے تو ہمارے ساتھ جناح روڈ پر دکان کھولی ہے۔ شارع لیاقت میں ان کا بزنس ہے۔ وہ دکانیں کھول رہے ہیں اور بزنس کر رہے ہیں۔ مہاجرین کے متعلق تو حکومت کا ایک نوٹیفیکیشن بھی ہے کہ کوئی مہاجر بزنس نہیں کر سکتا ہے اور جائیداد نہیں خرید سکتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ سرعام کاروبار کر رہے ہیں۔ اور حکومت نے اس کا کوئی تدارک نہیں کیا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ جو قوانین ہم بناتے ہیں ہم خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ مہاجرین کے مسائل پر توجہ دی جائے ورنہ افغانستان جیسے مسائل یہاں پیدا ہو جائیں گے۔ مہاجر ہمارے بھائی ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں ہم نے ان کے لئے زمین دی ہے۔ مگر یہ ان کا سیاسی مسئلہ ہے ہماری دعا ہے کہ افغانستان کے مسائل صحیح ہو جائیں اور یہ اپنے ملک کو چلے جائیں گے۔ مگر جب تک یہاں ہیں ہیں چاہئے اپنے شہریوں کو تحفظ دیں۔

جناب والا! کوئٹہ ڈویژن ایک بہت بڑا ڈویژن ہے اس کا رقبہ ہزار میل سے زیادہ ہے آپ مہربانی کر کے اس کو دو ڈویژن میں تقسیم کر دیں۔ اب اس کو دو یونین تقسیم کرنے کے لئے ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسماعیل خان تک اس کی سرحد ہے۔ آپ ایک ہفتے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ اور سرٹیکس بھی مانٹار اللہ ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس کو دو ڈویژن میں تقسیم کر دیں۔ اور اس کے لئے باقاعدہ کوئی منصوبہ اور تجاویز بنائیں۔ تاکہ اگلے بجٹ میں اس کا فیصلہ ہو اور اس طرح کوئٹہ ڈویژن کو دو ڈویژن بنا کر ڈب میں بھی ایک اور ضلع کا اضافہ کیا جائے۔ اور یہ بہت فروری ہے۔ اس میں دو ضلعوں کا اضافہ کیا جائے۔ نیز پشین کا علاقہ بھی بہت بڑا ہے اس میں ایک پشین سب ڈویژن ہے ایک چمن سب ڈویژن ہو۔ تو پشین کے دو سب ڈویژن کے جائیں۔ تاکہ ڈی سی جو پشین میں بیٹھا ہے اس کا علاقہ ایک طرف ہو جس میں چمن کارنیات برشور ہوں اور قلعہ عبداللہ اور گلستان علیحدہ سب ڈویژن ہوں اس طرح سے تین سب ڈویژن ہوں جائیں گے ایک چمن ہو گا۔ ایک قلعہ عبداللہ یا گلستان ہو گا ایک پشین یا بوستان ہو گا جیسے گورنمنٹ مناسب سمجھتی ہے بہر حال میری تجویز ہے کہ وہاں ایک اور سب ڈویژن بنایا جائے۔

جناب اسپیکر! پشین میں کافی عرصے سے ایک انٹر کالج ہے۔ پچھلی مرتبہ بھی وزیر اعلیٰ جام صاحب سے لوگوں نے وہاں درخواست کی تھی ہماری بھی یہی گزارش ہے کہ پشین کے انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب والا! یہاں ایک اور مسئلہ ہیں درپیش ہے اور وہ ملازمتوں کا ہے۔ والدین کو اپنے لڑکے اور لڑکیوں کا پڑھنا بہت مہنگا پڑتا ہے۔ بلکہ وہ ان کے لئے ایک مصیبت بن جاتے ہیں۔ ان کو ملازمت کے مواقع نہیں ملتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم سب اس پاکستان میں بھائی بن کر رہیں۔ چونکہ ہم آپس میں بھائی ہیں اس لئے ہمارے حقوق بھی ہیں۔ لیکن آپ اپنے بھائی کو عملی طور پر بھی تو حقوق دیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے وفاق میں بلوچستان کے لوگوں کو کتنی ملازمتیں دی ہیں؟ کیا ان کو ملازمتوں میں کوٹہ مل رہا ہے؟ کیا بلوچستان کو وزارت خارجہ میں اس کا پورا کوٹہ مل رہا ہے ہمارے کتنے سفارت خانے ہیں؟ میری ملک میں ہمارے بلوچستان کے کتنے کونسلر سیکرٹری وغیرہ ہیں، سفر تو جوڑیے۔ مجھے مثال کے طور پر ایک بتا دیں بہت افسوس کی بات ہے ہاں صرف ایک سیکرٹری جو عمر میں محمد اشرف قاضی جو قاضی موسے مرحوم کا لڑکا ہے اس کی والدہ بھی انگریز ہے اور اکیلی رہتی ہے بلکہ میں تو اس کو آدھا انگریز اور آدھا بھٹان کہتا ہوں اس کے علاوہ مجھے بتائیں کہ کون ہے؟ ہمیں ہٹوانی فرما کہ میری ملک فارن سروس میں برابر کوٹہ دیا جائے۔ اسی طرح فرج ہے ملیشیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ ہمارے کتنے آدمی ہیں ان میں۔؟ میں جام صاحب سے پوچھوں گا کہ ہمارے کتنے کمشنرز کے چین ہیں۔ مجھے بتائیں جب کبھی بھی کسٹم میں بھرتی ہوتی ہے کیا وہ صوبائی حکومت سے پوچھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کے انسپکٹر براہ راست بھرتی ہیں لیکن جب انتظام کا معاملہ ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ کو پوچھتے ہیں ہوم سیکرٹری کو پوچھتے ہیں ایس پی دوڑتے پھرتے ہیں۔ کہ جناب فلاں جگہ فارمنگ ہوئی ہے کسٹم پر فارمنگ ہوئی ہے چین میں فارمنگ چین کا بسوں کو روکا ہے۔ جناب والا! انتظامی معاملہ تو ہمارے ذمہ اور جہاں تک بھرتی کا تعلق ہے تو بتائیں کہ ہمارے بلوچستان کے کتنے لوگ کمشنرز میں ہیں؟ ہمارے کتنے آدمی واپڑا میں ہیں؟ آپ کیا بات کرتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے لڑکوں کو چلبیٹے کہ ہیں پھانسی پر چڑھائیں۔ (تالیاں) جناب والا! ہم تو اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہم اپنے لئے مراعات نہیں مانگتے۔ مراعات دینا صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت کی منشاء پر منحصر ہے۔ لیکن

جہاں تک حق کی بات ہے تو پاکستان میں سب کے حقوق برابر ہیں۔ بغیر کسی تفریق کے برابر ہیں خواہ کوئی ہندو ہو، عیسائی ہو یا مسلمان ہو سب کے حقوق برابر ہیں۔ (تالیماں)

جناب والا! ہر پاکستانی کو حق ملنے چاہئیں۔ خواہ کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق رکھتا ہو (تالیماں) مراعات بیشک آپ اپنی پارٹی یا اپنے آدمی کو دیں جب یہ حالت ہو تو ہمارے لوٹ کے کیوں نہ رہیں یہ تو آپ کے صوبائی معاملات ہیں۔ صوبے میں ملازمت کی تقسیم اس طرح ہے کہ ان کی تین کیٹیگریز ہیں اے بی اور سی۔ اے میں لوکل بی میں ڈومیسائل اور سی میں مہاجر جو انڈیا سے آئے ہیں لیکن انہوں نے تو سب کو اے گریڈ کو دیا ہے جناب والا! پہلے ملازمت میں یہاں کے لوکل لوگوں کا حق ہے یعنی بطورج برہمی بھٹان اور ہمارے ہزارے بھائی اس کے بعد ڈومی سائیل اور مہاجر (تالیماں) انکو ہمارے برابر حقوق دیئے جاتے ہیں کیا دجہ ہے؟ اگر وہ ہمارے صوبے میں اپنی ملازمتیں حاصل کرتے ہیں تو بتائیں کہ آپ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو پنجاب سندھ و اور فرینٹیر میں کتنی ملازمتیں دیتے ہیں؟ کیا آپ لاہور میں ہماری ایک دوکان دکھا سکتے ہیں۔ جبکہ آپ کی یہاں کتنی جھوٹی دوکانیں ہیں؟ ہم جب جاتے ہیں تو ہمیں وہاں کہا جاتا ہے کہ بلوچستان کے لوگ غدار ہیں۔ روس کے ساتھی ہیں (تالیماں) کمال ہے جی۔ اگر ہم حق مانگتے ہیں تو انہی پاکستانی بن جائیں۔

جناب والا! لاہور میں ہمارا کمزیشن تھا، انیس سو چھپن کی بات ہے۔ قصوری صاحب ہماری پارٹی میں ہوتے تھے، میاں افتخار صاحب اور دیگر ساتھی بھی تھے۔ بات چھڑ گئی، میں نے پوجا قصوری صاحب یہ تو بتائیں کہ پنجاب میں اپنے ہیں کتنی دوکانیں دی ہیں؟ آپ بھی کہ کوٹہ میں آپ کی کتنی دوکانیں ہیں؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ بڑے متعصب ہیں۔ دوسروں کو اپنے علاقے میں نہیں چھوڑتے۔ لیکن آپ تو ہمارے بڑے بھائی ہیں آپ کو چاہیے کہ چھوٹے بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کریں یہ تو ہمارے صوبوں کا حال ہے ہمارے مندر کا حال ہے تو ہمارے لوٹ کے اگر باغی نہ ہوں گے تو اور کیا ہوں گے؟ اگر وہ نیشنل پارٹی اور این ڈی پی میں نہیں جائیں گے تو اور کیا کریں گے۔

اگر آپ ان کو ملازمتیں نہیں دیں گے تو وہ خواہ مخواہ باغی بنیں گے میں تو کہتا ہوں کہ آپ کو ان ہی وجہ سے تباہی پیش آئے گی (تالیاں) آپ ان کو ملازمتیں دیں۔ اپنے امیر الملک مینگل کو ایڈوکیٹ جنرل بنا دیا پہلے وہ نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اب حکومت کے آدمی ہیں۔ جناب اسپیکر! وہ آپ ہی کے پارٹی کے ہیں۔

مسٹر ڈبلیو اچیسکر
جناب وہ ہماری پارٹی کے تھے۔ ہیں نہیں۔

ملک محمد یوسف پیر علی زئی خیر اب تو وہ حکومت کا بن گیا ہے۔ اب تو ماشاء اللہ ایڈوکیٹ

جنرل ہیں۔ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں ہیں کاروبار میں ہمارا پورا حق دیں۔ فورن بجھیں کوئی

ایسی تحریک نہیں ہوگی ایسی بات نہیں ہوگی۔ بلوچستان کے لوگ بڑے اچھے ہیں ہم کسی کے مخالف

نہیں ہیں۔ ہم سب بھائی ہیں ہم بھی حقدار ہیں۔ جناب والا! اگر ہمیں پورے بارہ آنے نہیں

تو دس آنے بھی مل جائیں تو غنیمت ہے۔ کم از کم ہمیں اپنے ساتھ سیٹ پر بٹھا کر تو بھائی بھیں۔

جناب والا! میں پوری ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میں ملک و قوم کی خدمت کے لئے آیا ہوں

ہمیں کوئی لالچ نہیں ہے۔ (تالیاں) لیکن افسوس کہ بات ہے کہ پھر بھی ہمارے بارے

میں کچا جاتا ہے کہ غدار ہیں۔ یہ ہیں وہ ہیں۔ اینٹی پاکستانی ہیں۔ دیگر، دیگر۔ لیکن جناب والا!

ہم نے سوچا الیکشن میں سہ لے کر تھرڈ اسٹاف ہو جائیں۔ لیکن افسوس کہ پھر بھی ہمیں شک

کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جناب والا! ہم سدر جناب سنیارالحق کی قدر کرتے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے اس ملک کی خدمت کی ہے۔ ہم صرف اس لئے آئے کہ ہم پاکستان میں

بھائیوں کی طرح رہیں اگر ہم یہاں بھائیوں کی طرح رہے تو پاکستان رہے گا اگر پاکستان

نہ رہا تو کوئی بھی نہیں رہے گا یہ میں آپ کو بتا دوں (تالیاں) جناب والا!

اسی میں ہمارا فائدہ ہے ورنہ ہم گھریلو جھگڑوں میں الجھ جائیں گے تو نقصان میں رہیں

گے۔ اسی صورت میں پاکستان مستحکم رہے گا پاکستان توڑنے میں فائدہ نہیں۔ آپ ذرا

جا کر ہنگالیوں سے پوچھیں ان کا کیا حال ہے؟ ایک سیلاب وہاں آیا انہوں نے دنیا کے
 کوئے کوئے میں امداد کے لئے اپیل کی ہے۔ ان کے گھریلو حالات کا آپ کو علم ہے جہاں
 تک صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا تعلق ہے تو انہوں نے بڑے اچھے اور آزادانہ الیکشن کروائے
 ہیں۔ ان کے گورنر صاحبان نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ میری اس بات میں کوئی چھچھو گیری
 نہیں بدقسمتی سے اگر ہم حکومت کی تعریف کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ جی یہ تو چھو گیری ہے۔

(تالیاں) یہ سرٹیفیکیٹ ہیں فوراً مل جاتا ہے اخباروں میں خبر آئی کہ ہمارے ساتھی اور
 بھائی 'سلیم بھٹی' نے ایک تحریک پیش کی جو خلاف ضابطہ تھی اور مسترد ہو گئی جناب! صبح
 بازار میں تھمے ہوئے تھے کہ جی یہ اسمبلی تو ضیاء الحق کی چھو گیری ہے یہ تو سچے ہیں

فلاں ہیں سندھ نے کیا کیا؟ پنجاب اور فرینٹرنے کیا کیا؟ بابا ہم بھی آپ کے خیالات
 سے متفق ہیں لیکن جو قرار داد مسترد ہوئی وہ خلاف قاعدہ تھی۔ یہ تحریک خلاف قاعدہ تھی

اس لئے مسترد ہو گئی۔ اور پیش نہیں ہو سکی۔ جب ہم تقریر کرتے ہیں تو لوگ ہیں گالیاں
 دیتے ہیں لیکن جب ہم حکومت کے خلاف کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے سیاستدان
 اچھے ہو گئے ہیں۔ چھو گیریاں چھوڑی ہیں۔ (تالیاں) اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے

کہ جب ہم جناح روڈ پر جاتے ہیں تو ہمارے طلباء سیاستدان کثرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پھر
 بھنگم لوگوں نے کیا جرم کیا ہے؟ صرف اتنا کہ انتخابات میں حصہ لیا ہے۔ عوام نے

ہیں منتخب کیا ہے صدر ضیاء الحق نے یا گورنر کے آئین کے آئین نے ہیں منتخب نہیں کیا ہے
 یہ باتیں احساس کمتری کی علامت ہیں۔ آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ضیاء الحق کے درمیں

کتنے آدمیوں کا قتل ہوا یہ ایمانداری کی بات ہے کہ یہ دور بڑا پرامن رہا اب میں بھٹو
 صاحب کے دور کی بات بتاتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ بھٹو صاحب کے دور میں کتنے قتل

ہوئے ہیں؟ صد خان اجڑنی کو بم سے شہید کیا گیا۔ صادق شہید کا سی کو گریوں سے مارا
 گیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد اور شمس الدین کو کس نے قتل کیا؟

دلی خان پر تین دفعہ بموں سے قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ ایک مرتبہ خان دلی خان پر

کہیں جانے کے لئے گھر سے نکلے اس وقت وہ ڈرائیونگ کر رہے تھے جب وہ پٹرول پمپ پر پٹرول ڈالنے کے لئے پہنچے تو اس موقع پر انہوں نے اپنی سیٹ تبدیل کر دی اس موقع پر ہم سے ہمد کیا گیا جس میں ان کا ڈرائیور شہید ہو گیا اور وہ خود بچ گئے۔ یہ پیپلز پارٹی تھی جو ملک میں ہنگامے کو راہی تھی واقعی یہ کمال کی بات ہے کہ فیصلہ الٹی صاب کے دور میں کتنے قتل ہوئے ہیں؟ ہمارے نام میں ان کی لسٹ میں شامل تھے ان کا ہم سب کو قتل کرنے کا منصوبہ تھا قریب اتحاد نے انہیں اس بات پر مجبور کیا کہ وہ سیکرٹ کے انتخابات دوبارہ کرائے جائیں۔ انہوں نے نہیں مانا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ملک پر دوبارہ مارشل لا نافذ ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم آپس میں محاذ آرائی کریں گے تو پھر مارشل لا لگائیں ہے اور اس مارشل لا سے ہم سب متاثر ہوں گے۔ کوئی مہذب ملک کوئی مہذب معاشرہ اور سیاستدان مارشل لا کو پسند نہیں کرے گا اور دیکھنے میں یہ آیا ہے کسی بھی مہذب ملک کے سیاستدان مارشل لا کو پسند نہیں کرتے اور نہ کوئی۔ اچھی سیاسی پارٹی مارشل لا کو لیکر کبھی ہے۔ اور ہم سیاستدان بھی اسے اچھا نہیں سمجھتے کیا ان سیاسی لیڈروں کو یہ انتخابات پسند اور منظور ہیں؟ کیا وہ ان صوبائی اور مرکزی حکومت جو معرض وجود میں آئی ہیں انہیں تسلیم کرتے ہیں؟ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ انتخابات دیگرہ مارشل لا کے دور میں ہوئے ہیں۔ اگر اس ملک میں دوبارہ مارشل لا کا نفاذ ہوا تو پھر وہی فوج اور جنرل آجائیں گے۔ اسکا انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن یہ کہتے انفرس کی بات ہے کہ ہم ایک جمہوری الیکشن کو نہیں مانتے۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ منصفانہ انتخابات کرانا ممکن نہیں تھا۔ میں اس بار سے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتا کہ جہاں تک مارشل لا کا تعلق ہے کسی بھی مہذب ملک کے لوگ ایسے کبھی بھی پسند نہیں کریں گے۔ لیکن ان جمہوری اداروں کو چلانے کے لئے کوئی طریقہ کار ہوتا ہے۔ قریب اسمبلی میں ہمارے نمائندے موجود ہیں اس کے لئے انہوں نے کمیٹی بنائی

ہے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ وہاں پر بلوچستان کے گیارہ نمائندے موجود ہیں اور انیس
 سینٹر ہیں یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ جو نیچو صاحب سے ملیں۔ مارشل لاء کے متعلق بات
 کریں اور وہ جو فیصلہ کریں گے ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم مارشل لاء کے حق میں نہیں۔ لیکن
 جو طریقہ کار صحیح ہے اسے اختیار کیا جائے میں سمجھتا ہوں ایک دم تو کچھ نہیں ہو سکتا
 اس کے لئے یہی طریقہ کار ہے آہستہ آہستہ اس کو ختم کیا جائے۔ اس طرح سب کچھ
 ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ہم صحیح طریقہ کار کے مطابق کام کریں گے۔ یہ پاکستان
 ہمارا ہے اس پاکستان کے رہنے والے ہم سب جہاں بھائی ہیں اس میں کوئی اختلافات
 کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم جناب وزیر مالیات اور وزیر اعلیٰ سے گزارش کریں
 گے کہ ہم نے جو بجٹ کے بنانے پر مبارک باد دی ہے آپ نے اگر اس بات پر
 پوری طرح عمل درآمد کرایا تو ہم آپ کو اس سے زیادہ مبارک دیں گے (تحسین داؤد)۔
 اگر اس بچے پر صحیح طرح سے عمل درآمد نہیں کیا گیا تو ہم کو یہ حق حاصل ہو گا کہ
 ہم آپ سے اختلاف کریں۔ ہم نے بحیثیت ممبران صوبائی اسمبلی آپ کو جو تجاویز دی
 ہیں مجھے امید ہے کہ آپ ان پر عمل درآمد کرائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ترقیاتی منصوبے
 اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ وہ کچھ اس سال مکمل ہو جائیں گے اور کچھ اگلے سال۔ حکومت
 کے پاس بھی تو اتنے فنڈز نہیں ہوتے کہ وہ بیک وقت تمام منصوبوں کو پائیہ تکمیل
 تک پہنچائے لیکن حکومت ابتدائی بنیادی آئیٹمز کو زیادہ ترجیح دے گا۔ اور ہمارے
 ان مسائل کی طرف بھی زیادہ توجہ دے گی۔ جو بنیاد کا نوعیت کے ہیں۔

جناب والا! ہمارے گورنر جناب کے کے آفریدی صاحب نے ایک نوٹیفکیشن جاری
 کیا تھا جس کے بارے میں جناب جام صاحب کو بھی علم ہو گا کہ آئندہ ملازمین کو ان کی ملازمت
 میں توسیع نہیں دی جائے گی۔ جن ملازمین کی مدت ملازمت ختم ہو گئی ہے ان کو ریٹائرڈ
 کر دیا جائے تاکہ وہ گھر جا کر اللہ کو یاد کریں۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ کرسیاں کو نہیں

چوڑتے۔ اس طرح نئے لوگوں کو کیسے مونتے لے گا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں
 کا بڑا مسئلہ لوگوں کی بے روزگاری کا ہے، ویسے تو یہ بے روزگاری پورے
 پاکستان کا مسئلہ ہے۔ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے میں ان سے گزارش کرتا ہوں
 یہ جو توسیع ملازمت میں دی جا رہی ہے وہ نڈی جائے۔ اس سے لوگوں کا حق مارا
 جاتا ہے۔ مہربانی فرما کہ آپ اسے ختم کریں اپنی نیشنل پر آپ اعتماد کریں۔ مجھے
 امید ہے کہ نئی نسل بھی آپ کے ساتھ تعاون کرے گی، اور اپنے فرائض صحیح طرح سے
 سرانجام دیں گی۔ آپ انہیں موقع دے کر دیکھیں۔ وہ آپ کے ساتھ پورا تعاون کریں گے
 شکریہ۔ (تالیاں)

Mr. Zulfiqar Ali Magsi. Mr Speaker Sir ! I request permission
 to speak in English.

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ آج آپ کو اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن بحیثیت پاکستانی آپ کو اردو
 بولنا لکھنا اور پڑھنا سیکھنا چاہیے۔ (تالیاں)
 میری بخش خان کھوسہ، جناب والا! ہم انگریزی نہیں سمجھ سکتے، ہمیں کیا پتہ چلے گا
 کہ وہ کس کی بات کریں گے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ جن سے متعلق ہوگی وہ خود سمجھ جائیں گے۔

مسٹر ذوالفقار علی گلسی۔ مسٹر اسپیکر! اگر اجازت نہیں دی جاتی تو بجٹ کے بارے
 میں صرف اتنا عرض کر دوں گا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا، تھینک یو۔ (تالیاں)

جناب والا! میں آخر میں گورنر بلوچستان نوشدل خان آفریدی، وزیر اعلیٰ اجام
میر غلام قادر خان اور وزیر خزانہ سیف اللہ خان پراچہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔
جیسا کہ میں اس معزز ایوان کا سب سے کم عمر ممبر ہوں اسی طرح میری تقریر بھی سارے
ممبران سے مختصر ہے۔ والسلام (تائیاں)

مشروٹ پیٹری اسپیکر: میر عبد الکریم نوشیروانی اپنا مسئلہ مختصر الفاظ میں پیش کریں۔

میر عبد الکریم نوشیروانی: جناب اسپیکر! منظر ایران میں ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ

صوبہ بلوچستان میں چونگی کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! بلوچستان میں چونگی پیہہ کا صورت میں وصول
کی جاتی ہے جبکہ دیگر تمام صوبوں میں یہ وزن (من کت) کے حساب سے وصول کی جاتی ہے
جو نیکو ہمارا صوبہ پسماندہ ہے جس کا علم پر منہنگائی کی صورت میں اثر پڑتا ہے، لہذا اس
مسئلہ پر خصوصی بحث کی جائے۔

جناب والا! آپ کو علم ہے کہ قلات ڈویژن میں قلعہ خاران ایک پس ماندہ علاقہ ہے

وہاں پر قاعدی وصول کی جاتی ہے لہذا میں جام میر غلام قادر خان وزیر اعلیٰ بلوچستان سے
گزارش کروں گا کہ اس وقت قاعدی کی وصولی کو التوا میں رکھا جائے اور آبادی ہو جانے
کے بعد کٹائی و بٹائی کے موقع پر وصول کی جائے آپ کو علم ہے کہ بارشیں نہیں ہوتیں لہذا
علاقہ کو قحط زدہ قرار دے کر قاعدی کو التوا میں رکھا جائے۔ (شکریہ)

مشروٹ پیٹری اسپیکر: اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(ایک بجے دوپہر اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح ساڑھے نو بجے
تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔)

مسٹر ڈبلیو اسپیکر :- مسٹر نصیر احمد پاچا۔

مسٹر نصیر احمد پاچا جناب اسپیکر صاحب اور منزدار اراکین اسمبلی!

سال ۸۵ - ۱۹۸۶ء کا بجٹ اپنی نوعیت کا تاریخی بجٹ ہے ایسے متوازن بجٹ کا کوئی مثال نہیں ملتی۔ یقیناً اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ جناب عالی! آپ کو معلوم ہے کہ چین ایک پسماندہ علاقہ ہے اس کا نام تو بہت مشہور ہے لیکن چین میں پینے کا پانی نہیں ملتا اب تو پانچ بورنگ پر کام شروع ہوا ہے اگر یہ سب بورنگ پانی دے بھی دیں تو بھی ناکافی ہوگا شہر کی آبادی ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ وہاں صرف ایک ہائی اسکول ہے جہاں نوکل بچے اور مہاجرین کے بچے بھی پڑھتے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب! گذشتہ دنوں وزیر صحت نے چین کا دورہ کیا تھا اور انہوں نے بذات خود ہسپتالوں کی حالت دیکھ لی ہوگی لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے شہر کی مریض عورتیں علاج کے لئے مردانہ ہسپتال جاتی ہیں یہ ہمارے لئے قابل افسوس ہے۔

ٹی ڈی بورڈ کیلئے شکر یہ ادا کرتا ہوں اگرچہ چین ایک بڑا شہر ہے لیکن وہاں کھیلوں کا اسٹیڈیم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی پارک ہے اس کا انتظام ہونا چاہیے۔
جناب اسپیکر صاحب! ہم بجٹ کی تریف کرتے ہوئے تو نہیں تھکے۔ میرے خیال میں مارشل لاؤ اور جمہوریت ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس کی مثال آگ اور پانی کا ہے جیسے یہ دونوں گزارہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ہم اور مارشل لا گزارہ نہیں کر سکتے۔ لہذا صدر پاکستان نے جو وعدہ کیا ہے اسے نبھانا پڑے گا۔ (تالیاں)